عنبر ناگ ماریا
بدروحوں کا مسکن
(قسط نمبر ۱۵)
PDFBOOKSFREE.PK
(اے حمید)

فہرست

بدروحوں کا مسکن

سنو پیارے بچو!

ہیرو عنبر اور اس کا سانپ دوست ناگ .... دریائے اردن کے شہر کی تباہی و بربادی کے بعد وہاں سے نکل کر مقدس شہر بیت اللحم کی طرف جارہے ہیں اردن کا دریا ان کے ساتھ ساتھ جا رہا ہے یہاں وہ آدھی رات کو اٹھ کر ایک شیر کو دیکھتے ہیں جو صحرا میں کسی آدمی پر لپکا ہوا ہے شیر حملہ کرتا ہے عنبر شیر کو ہلاک کر دیتا ہے یہاں صحرا میں انہیں ایک پراسرار روشنی دکھائی دیتی ہے عنبر کی بہن ماریا گم ہو جاتی ہے عنبر سنسان جنگل میں ایک ایسی جگہ پہنچتا ہے جہاں بدروحیں آدھی رات کو چیختی چلاتی رہتی ہیں اور وہاں جا کر کوئی انسان زندہ نہیں رہ سکتا .... عنبر اور ناگ کی ملاقات ایک عظیم ہستی سے ہوتی ہے

اسکے بعد ایک گناہ گار شہر پر عذاب الٰہی نازل ہوتا ہے زلزلے سے زبردست تباہی آتی ہے اور دونوں دوست گھوڑوں پر سوار ہو کر وادی سندھ کی طرف روانہ ہو جاتے ہیں۔

اے حمید

شیر پر حملہ

رات بڑی پر اسرار تھی چاروں طرف خاموشی تھی۔
صحرا میں دور دور تک کسی کی آواز سنائی نہ دیتی تھی آسمان پر چاند کہیں بھی نہیں تھا ستاروں کی دھیمی دھیمی روشنی میں ریت کے چھوٹے چھوٹے اونچے نیچے ٹیلے دور تک پھیلے ہوئے تھے جن پر تیز ہواؤں کے طوفان نے لہریں ڈال رکھی تھیں ناگ اور عنبر دونوں آنکھیں کھولے دور رات کی ہلکی ہلکی تاریکی میں یہ دیکھنے کی کوشش کر رہے تھے کہ شیر کے آگے لاش پڑی ہے یا وہ کیا شے ہے جس پر شیر جھکا ہوا ہے۔
ناگ عنبر سے کہہ چکا تھا کہ اسے کسی انسان کی لاش معلوم ہوتی ہے عنبر

نے غور سے دیکھا اور کہا۔

شاید کسی انسان ہی کی لاش ہے مگر شیر اسے کھا کیوں نہیں رہا؟

میرا خیال ہے ہمیں آگے بڑھ کر دیکھنا چاہیے کہ اصل ماجرا کیا ہے۔

دونوں دوست ریت پر لیٹے ہی لیٹے کہنیوں اور گھٹنوں کے سہارے آگے بڑھنے لگے جب وہ شیر کے قریب پہنچ گئے تو رک گئے وہ ریت کے ایک چھوٹے سے ڈھیر کے پیچھے چھپے ہوئے تھے انہوں نے دیکھا کہ ایک سفید داڑھی والا بزرگ قسم کا آدمی ریت پر لیٹا ہوا ہے اور شیر اس کے پاس کھڑا کبھی اسے سونگھتا ہے اور کبھی آسمان کی طرف دیکھتا ہے عنبر اور ناگ فوراً سمجھ گئے کہ وہ کوئی مسافر ہے جو بے سدھ سو رہا ہے اور شیر بے خبر ہے شیر اس آدمی کو ہڑپ کرنے کی تیاریاں کر رہا ہے عنبر نے ناگ سے کہا۔

اگر شیر نے اس بزرگ پر حملہ کر دیا تو میں اسکی مدد کروں گا۔

ناگ نے کہا۔

تم سے زیادہ اس کی میں مدد کر سکتا ہوں۔

ٹھیک ہے پھر ہم دونوں بزرگ آدمی کی مدد کریں گے لیکن اگر شیر چلا گیا تو ہم اسے کچھ نہیں کہیں گے کیونکہ اب ہم نے نیکی اور سچائی کی زندگی پر چلنا ہے ہم اس وقت تک کسی کو نقصان نہیں پہنچائیں گے جب تک کہ کوئی ہمیں نقصان نہیں پہنچاتا۔

ابھی وہ باتیں ہی کر رہے تھے کہ اچانک شیر خوفناک انداز میں دھاڑا اس کی دھاڑ سارے صحرا میں گونج اٹھی سفید داڑھی والا بزرگ ہڑبڑا کر اٹھ بیٹھا اور شیر کو اپنے اوپر دیکھ کر کانپنے لگا شیر نے زور سے پنجہ مارا جو اس آدمی کے پہلو میں ریت پر پڑا اب عنبر اور ناگ کے لئے ضروری ہو گیا تھا کہ وہ اس بے گناہ مسافر کی جان موزی شیر سے بچائیں چنانچہ عنبر نے زور سے ایک چیخ ماری اور لپک کر شیر کے

سامنے آگیا۔

عنبر جانتا تھا کہ شیر اس کا بال تک بیکا نہ کر سکے گا شیر نے ایک اور انسان کو ریت کے ٹیلے میں سے نکل کر اپنی طرف آتے دیکھا تو بزرگس انسان کو چھوڑ کر عنبر پر حملہ کر دیا عنبر یہی تو چاہتا تھا اصل میں شیر کی موت اسے عنبر کی طرف لے آئی تھی شیر نے آگے بڑھ کر پوری طاقت سے عنبر کی گردن پر پنجہ مارا شیر کے پنجے میں اتنی طاقت ہوتی ہے کہ اگر وہ بھینسے کی گردن پر مارے تو اس کے دو ٹکڑے کر کے رکھ دے مگر عنبر کی گردن پر شیر کا پنجہ پڑا تو شیر کو یوں لگا جیسے اس نے کسی لوہے کی دیوار پر پنجہ مار دیا ہو شیر کا پنجہ سن ہو کر رہ گیا اس نے دوسرا پنجہ عنبر کے سر پر مارا تو دوسرا پنجہ بھی زخمی ہو کر سن ہو گیا اب عنبر کے حملہ کرنے کی باری تھی اس نے شیر کی دم پکڑ کر اپنی طرف اس زور سے کھینچی کہ وہ شیر کے جسم سے الگ ہو گئی شیر زور سے دھاڑا اور اس نے

اپنا پورا منہ کھول کر عنبر کو ہڑپ کرنے کی کوشش کی عنبر فوراً ایک طرف ہٹ گیا۔

اتنے میں ناگ بھی وہاں پہنچ گیا اس کی کمر میں خنجر بندھا ہوا تھا اس نے پیچھے سے آ کر بڑی زور سے خنجر شیر کے پیٹ میں گھونپ دیا شیر نے پیچھے مڑ کر دیکھا ہی تھا کہ عنبر نے دونوں ہاتھوں کا ایک مکا بنا کر پوری قوت کے ساتھ شیر کی کمر پر دے مارا شیر کی ریڑھ کی ہڈی ٹوٹ گئی اور وہ ریت پر گر پڑا اس کا نچلا دھڑ پتھر ہو چکا تھا اگلے دھڑ سے جان نکل رہی تھی وہ زمین پر پڑے پڑے دھاڑنے اور ہاتھ پاؤں مارنے لگا۔

وہ بزرگ انسان اٹھ کر پرے ہٹ کر کھڑا تھا جب شیر ختم ہو گیا تو اس نے عنبر اور ناگ کا شکریہ ادا کرتے ہوئے کہا۔

میرے نوجوان دوستو! میں کس زبان سے تمہارا شکریہ ادا کروں تم نے

ہمت کر کے مجھ بوڑھے کی جان بچائی اگر تم میری مدد کو نہ پہنچتے تو شیر مجھے کھا گیا ہوتا اور میری بیٹی ماریا رو رو کر اپنے بابا کے غم میں جان دے دیتی عنبر نے کہا۔

بابا یہ ہمارا فرض تھا کہ ہم آپ کی مدد کرتے مگر یہ بتائیں کہ آپ اتنے بے فکر ہو کر کیوں سو رہے تھے۔؟

بزرگ انسان نے بتایا۔

میرے نوجوان دوستو میرا نام جوزف مجوسی ہے میں آتش پرست تھا لیکن نجات دہندہ یسوع پر ایمان لا کر میں نے آگ کی پوجا چھوڑ دی میں بیت اللحم کی ایک بستی میں اپنی بیٹی ماریا کے ساتھ رہتا ہوں ہمارا انجیروں کا ایک باغ ہے جس پر ہماری گزر بسر ہوتی ہے۔

بابا تم سدوم کیسے آئے تھے۔؟

سدوم میں انجیروں کے ایک بیوپاری سے کچھ پیسے لینے آیا تھا اب

واپس اپنے گاؤں جارہا تھا کہ راستے میں رات ہوگئی اور میں گھڑی دو گھڑی کے لیے سوگیا۔

ناگ نے کہا۔

خداوند کا شکر ہے کہ ہم پہنچ گئے اور تمہاری جان بچ گئی ہم لوگ بھی اسی نجات دہندہ سے ملنے کی آرزو لے کر بیت اللحم جارہے ہیں۔

مجوسی خوش ہوکر بولا۔

یہ تو بڑی خوشی کی بات ہے تم لوگ میرے مہمان بن کر میرے گھر میں رہنا تمہیں میرے کچے مکان میں زیادہ آرام تو نہ مل سکے گا لیکن میں اور میری بیٹی ماریا تمہاری خدمت کریں گے۔

عنبر نے کہا۔

شکریہ بابا.............ہم آپ کی مہمان نوازی کے شکرگزار ہیں۔

عنبر نے اس کے بعد مجوسی سے اپنا اور ناگ کا یوں تعارف کرادیا۔

بدروحوں کا مسکن

میرا نام عنبر ہے اور میرے دوست کا نام ناگ ہے ہم سدوم سے عظیم

نجات دہندہ یسوع کا نام سن کر وہاں جا رہے ہیں کیا ہم اس عظیم ہستی

سے مل سکیں گے۔

مجوسی نے کہا۔

کیوں نہیں۔اس عظیم ہستی کا در سب کے لئے کھلا ہے وہ غریبوں اور

دکھیوں کا رکھوالا ہے وہ سب سے محبت کرتا ہے اس کے بعد عنبر

اور ناگ بزرگ مجوسی کے ساتھ بیت الحم کی جانب روانہ ہو گئے دریا

کے کنارے سفر کرتے انہیں صبح ہو گئی ابھی ان کی منزل کافی

دور تھی وہ چلتے گئے جوں جوں دن نکلتا گیا دھوپ اور گرمی تیز ہوتی گئی

جب گرمی ان کی برداشت سے باہر ہو گئی تو انہوں نے ایک جگہ سایہ

دیکھ کر پڑاؤ ڈال لیا بوڑھا مجوسی چلتے چلتے تھک گیا تھا وہ جلدی ہی سو

گیا۔

عنبر اور ناگ باتیں کرنے لگے کہ بیت الحم پہنچ کر وہ کام کیا کریں گے یہ ایک اتفاق کی بات تھی کہ بھوک دونوں کو بہت کم لگتی تھی سانپ جیسا کہ آپ کو معلوم ہونا چاہیے کہ کئی کئی روز بھوکا رہ سکتا ہے سردیوں میں جب سانپ سردی سے بچنے کے لئے زمین کے اندر چلا جاتا ہے تو کئی مہینے کچھ نہیں کھاتا ناگ بھی سانپ ہی تھا اور انسان کی شکل میں آیا ہوا تھا چنانچہ اسے بہت کم بھوک لگتی تھی۔

عنبر بھی ایک انسان تھا جس پر قدرت نے نا معلوم مدت کے لئے موت حرام کر دی تھی یعنی وہ اگر چاہے بھی تو مر نہیں سکتا تھا اس طرح اسے بھی بھوک بہت کم محسوس ہوتی تھی پھر بھی لوگوں کو دکھانے کے لئے کسی نہ کسی کاروبار کا ہونا بہت ضروری تھا ناگ نے کہا۔

میرا خیال ہے کہ میں سانپوں کو پکڑ کر بیچنے کا دھندا شروع کر دوں گا اس زمانے میں سانپ پکڑ کر بیچے جاتے تھے یہ سانپ عام طور پر وہ

لوگ خریدتے تھے جوان کی کھال اتار کر اسے سکھا کر خاص قسم کا چمڑا تیار کرتے تھے یہ چمڑا بڑے بڑے امیر لوگ اپنی چپل بنانے کے لئے خرید لیتے تھے عنبر نے کہا۔

یہ ٹھیک رہے گا اور میں اپنا وہی پرانا دواؤں کا دھندا شروع کردوں گا میرے پاس تبت کے راجے کا دیا ہوا ہیرا ابھی تک موجود ہے اگر ہمارا دھندا نہ چلا تو یہ ہیرا فروخت کردوں گا۔

اس کی کیا ضرورت ہے بھلا ہماری گزر بسر کسی نہ کسی طرح سے ہو ہی جائے گی۔

اس طرح باتیں کرتے دن غروب ہو گیا سورج کی تپش ختم ہو گئی اور صحرا میں شام کی ٹھنڈی ہوا چلنے لگی بزرگ مجوسی بھی اٹھ بیٹھا اس نے کہا۔

میرا خیال ہے ہمیں اب اپنا سفر شروع کرنا چاہیے اگر ہم بغیر کسی جگہ

رکے رات بھر سفر کرتے رہے تو صبح کے وقت بیت اللحم پہنچ جائیں

گے عنبر نے کہا۔

ہمیں اب چل پڑنا چاہیے۔

رات بھر وہ بغیر رکیں چلتے رہے پچھلے پہر وہ ایک بستی کے قریب سے

گزرے جس کے باہر بھیڑ بکریاں باڑے میں بندھی ہوئی انہیں دیکھ

کر میمانے لگیں بزرگ مجوسی نے تھیلے میں سے خشک انجیروں اور مکی

کی روٹی نکال کر آپس میں بانٹ لی انہوں نے ایک جگہ بیٹھ کر روٹی

کھائی اور چھاگل میں سے پانی پیا کھا پی کر وہ دوبارہ روانہ ہو گئے

جس وقت صحرا میں دن کا اجالا پھیلا تو انہیں دور اونچے نیچے پہاڑی

ٹیلے پر بیت اللحم کی بستی نظر آئی اس بستی کو دیکھتے ہی بزرگ مجوسی نے

آنکھیں بند کر لیں اور ہاتھ اٹھا کر دعا کرنے لگا عنبر اور ناگ بھی اس

کی دعا میں شامل ہو گئے۔

بدروحوں کا مسکن

اے خداوند ہمارے گناہ معاف کر دے ہم پر اپنا رحم نازل کر ہم بھیڑوں کی طرح سچے راستے سے بھٹک گئے تھے کہ تو نے ہمیں سیدھے راستے پر ڈال دیا ہم تیری ہی عبادت کرتے ہیں اور تجھ ہی سے مدد مانگتے ہیں تو ہی ہماری امیدوں کا سہارا ہے تو ہی ہم دکھیاروں کا ہاتھ پکڑنے والا ہے ہم تیری ہی حمد وثنا کرتے ہیں اور تیری ہی عظمت کے گن گاتے ہیں ہماری مدد فرما............آمین۔

بیت اللحم کی بستی کے قریب ہی کوئی دوسو قدم کے فاصلے پر کھجوروں کے جھنڈ میں ایک کچا مکان تھا جس کے اردگرد انجیروں کا باغ پھیلا ہوا تھا بزرگ مجوسی نے کہا۔

یہ میرا مکان ہے جہاں میری بیٹی ماریا رہتی ہے اور میرا انتظار کر رہی ہوگی تم لوگ بھی اسے اپنا ہی مکان سمجھو۔

جس وقت یہ لوگ مکان کے صحن میں داخل ہوئے تو ماریا نے اپنے

باپ کے ہاتھ چوم لیے اور سفر کی خیریت دریافت کی مجوسی بزرگ نے اسے عنبر اور ناگ سے ملایا اور کہا۔

بیٹی اگر تمہارے یہ دو بھائی میری جان نہ بچاتے تو آج میں اس دنیا میں نہ ہوتا۔

پھر مجوسی نے شروع سے لے کر اخیر تک ماریا کو شیر کا سارا قصہ سنایا ماریا نے عنبر اور ناگ سے کہا۔

میرے عظیم بھائیوں تم نے میرے باپ کی جان بچا کر اپنی ایک چھوٹی بہن پر اس کی زندگی کا سب سے بڑا احسان کیا ہے میں تمہارے احسان کا بدلہ تو نہیں دے سکتی لیکن اسے فراموش کبھی نہیں کروں گی۔

ماریا نیلی آنکھوں اور سنہری بالوں والی ایک بڑی ہی پیاری بچی تھی جس کے چہرے پر بے حد بھولپن تھا عنبر اور ناگ نے کہا کہ وہ بھی ماریا سے

اپنی چھوٹی بہن کی طرح پیار کرتے ہیں ناگ نے کہا۔

میری کوئی بہن نہیں تھی خداوند کا شکر ہے کہ مجھے ایک بھولی بھالی نیک بہن مل گئی۔

عنبر نے بھی کہا۔

ماریا آج سے تم بھی میری چھوٹی بہن ہو ہم دونوں تمہارے بڑے بھائی ہیں

ماریا بولی۔

اے خداوند میں تمہاری نعمتوں کا کیسے شکر ادا کروں تو نے مجھ غریب لڑکی کو گھر میں بیٹھے بیٹھے دو محبت کرنے والے بھائی عطا کر دیے۔

بزرگ مجوسی نے عنبر اور ناگ اور ماریا تینوں کے سروں پر ہاتھ رکھ کر کہا۔

آج سے تم تینوں میری اولاد ہو خدا تم بھائیوں اور بہن میں ایک

دوسرے سے محبت اور احترام ہمیشہ زندہ رکھے۔

ماریا نے کہا۔

پیارے بھائیو! اس تخت پوش پر بیٹھو میں تمہارے لئے انجیریں ملی کی روٹی اور بکری کا دودھ لاتی ہوں۔

عنبر نے کہا۔

پیاری بہن ہم نے راستے میں کھانا کھالیا تھا.......... تمہارا شکریہ

مجوسی نے کہا۔

بچی تم اپنے بھائیوں کو انجیر کا باغ دکھاؤ میں ساہوکار کے ہاں سے ہو کر ابھی آتا ہوں۔

ماریا عنبر اور ناگ کو انجیر کے باغ میں لے گئی یہ باغ اتنا بڑا تو نہیں تھا لیکن اس کے درخت پھل سے لدے ہوئے تھے ایک تختے میں انگور کی بیلیں بھی لگی تھیں جن کی شاخیں انگور کے گچھوں سے لدی پھندی

تھیں مکان کے صحن میں آ کر ماریا نے مٹی کے بڑے تھال میں انگور رکھ کر عنبر اور ناگ کو پیش کیے۔

بیت اللحم میں اس سے میٹھے انگور اور کہیں نہیں ہیں۔ بابا نے یہ بیل خاص طور پر مقدونیہ سے منگوائی تھی۔

شکریہ بہن یہ انگور تو سچ مچ بڑے میٹھے ہیں۔

ماریا کا گھر اگرچہ کچی مٹی کا تھا مگر بڑا ہی صاف ستھرا تھا کوٹھڑی میں مٹی کے برتن بڑے سلیقے سے لگے تھے صحن میں روٹی پکانے کا تنور تھا دوسری طرف باڑے میں بکریاں بندھی ہوئی تھیں ماریا بکریوں کا دودھ دوہنے لگی اور عنبر اور ناگ اس سے اجازت لے کر بیت اللحم کی طرف چل پڑے۔

بیت اللحم کی بستی بہت ہی قریب تھی وہ بہت جلد بستی میں پہنچ گئے یہ بستی بہت چھوٹی تھی تھی اونچی نیچی کچی سڑکیں ادھر اُدھر چل گئی تھیں

بدروحوں کا مسکن

جن کے کنارے کنارے مٹی اور پتھر کے ایک منزلہ مکان بنے ہوئے

تھے اس بستی میں زیادہ تر کسان اور مزدور لوگ رہتے تھے بستی کے باہر

ارد گرد کی زمین پر جگہ جگہ کھیتیاں تھیں جہاں مکی اور جو کی کاشت ہوتی

تھی عنبر اور ناگ بستی میں گھوم پھر کر یہ معلوم کرنے کی کوشش کر رہے

تھے کہ جس عظیم ہستی یسوع کی تلاش میں وہ وہاں آئے ہیں اس کی

ایک جھلک کہاں اور کیسے دیکھی جائے۔

ماریا نے چلتے وقت انہیں کہا تھا کہ عظیم ہستی اس جگہ ملے گی جہاں

غریب اور محنت کرنے والے لوگ کام کر رہے ہوں گے عنبر اور ناگ

کھیتوں میں آگئے جہاں کسان ہل چلا رہے تھے انہوں نے کسانوں

سے یسوع کے بارے میں پوچھا ابھی زیادہ لوگ یسوعؑ پر ایمان نہ

لائے تھے جو لوگ یسوع کے مذہب میں شامل ہو گئے تھے وہ ابھی

بہت تھوڑے سے تھے اور پھیلے ہوئے تھے وہ کچھ چھپ کر بھی رہتے

تھے اور یسوعؑ کے مذہب کا آزادی سے اعلان نہیں کرتے تھے کیونکہ صوبے میں جس رومی گورنر کی حکومت تھی وہ پیگن تھا اور بتوں کی پوجا کرتا تھا جبکہ یسوعؑ لوگوں کو بتوں کی پوجا کرنے سے منع فرماتے تھے اور ایک خدا کی عبادت کرنے کی ہدایت کرتے تھے۔

ابھی یسوعؑ کے دین کے شروع کا زمانہ تھا۔

ایک کسان ہل چلاتے چلاتے رک گیا اس نے جھک کر عنبر اور ناگ سے کہا۔

تمہیں ہمارا نجات دہندہ اوپر .... بستی کے باغ میں ملے گا۔

وہ ہل چلانے لگا عنبر اور ناگ نے ایکدوسرے کی طرف دیکھا اور پھر بستی کے اوپر والے ٹیلے کی طرف نظریں اٹھائیں ذرا بلندی پر کچے مکانوں کے درمیان کھجور اور زیتون کے درختوں کے جھنڈ دکھائی

دے رہے تھے یہی وہ مقدس باغ تھا جہاں وہ عظیم ہستی موجود تھی جس کی بشارت یوحنا نبی نے دی تھی دونوں دوست اس باغ کی چڑھائی چڑھنے لگے۔

پراسرار روشنی

دونوں دوست بستی کے اوپر مقدس باغ کے دروازے پر پہنچ گئے۔
وہ باغ میں داخل ہوئے تو انہوں نے درختوں کے پیچھے ایک سفید سی روشنی ابھرتی دیکھی وہ بڑے حیران ہوئے کہ دھوپ کے علاوہ یہ سفید روشنی کہاں سے آرہی ہے وہ آگے بڑھتے گئے روشنی اب زیادہ صاف ہوگئی تھی یہ روشنی زیتون اور کھجور کے درختوں کے ایک جھنڈ میں سے ابھر رہی تھی جب وہ اس جھنڈ کے پاس پہنچے تو انہوں نے دیکھا کہ کچھ غریب کسان لوگ خاموشی سے بڑے ادب کے ساتھ زمین پر سر جھکائے بیٹھے ہیں اور ان کے درمیان ایک بڑی ہی مقدس اور جلال والی شکل کا حسین ترین انسان گھاس پر بیٹھا انہیں نیکی اور سچائی کی

باتیں بیان کر رہا ہے۔

سفید روشنی اس عظیم ہستی کے جسم کے ارد گرد پھیلی ہوئی تھی دونوں دوست بڑے ادب کے ساتھ وہیں بیٹھ گئے اور انہوں نے بھی احترام میں سر جھکا لیے دیر تک وہ وہاں بیٹھے اس عظیم ہستی کا وعظ سنتے رہے انہیں یوں محسوس ہو رہا تھا جیسے کوئی عظیم الشان فرشتہ سفید بادلوں میں بیٹھا انہیں خداوند کے احکام سنا رہا ہے پھر جب انہوں نے سر اٹھایا تو وہ روشنی بڑی آہستگی نرمی اور سکون کے ساتھ درختوں میں سے گزر رہی تھی جب یہ روشنی اس عظیم ہستی کے ساتھ باغ میں سے باہر نکل گئی تو عنبر اور ناگ نے چونک کر دیکھا۔

ناگ ہم کب سے یہاں بیٹھے ہیں۔

میرا خیال ہے ہم صبح سے یہاں بیٹھے تھے اور اب تو شام ہو گئی ہے لیکن ایسے لگتا ہے جیسے ابھی آ کر بیٹھے ہو۔

اب وہاں سے کسان اٹھ کر اپنے اپنے کھیتوں کو جانے لگے تھے ایک کسان سے پوچھنے پر معلوم ہوا کہ وہ عظیم ہستی یسوعؑ ہی تھے جو دکھی دلوں پر ہمدردی اور محبت کی مرہم رکھنے اس دنیا میں آئے تھے اور جن کے مقدس چہرے پر آسمانی نور تھا دونوں دوست دیر تک اسی روشنی کو دیکھتے رہے جو آہستہ آہستہ دور ہو کر باغ سے کھیتوں کی طرف جا رہی تھی جب وہ روشنی نظروں سے اوجھل ہو گئی تو وہ دونوں وہاں سے اٹھ کر ماریا کے گھر واپس آ گئے۔

شام ہو رہی تھی مجوسی انجیر کے باغ میں پھلوں کو سکھانے کے بعد بوریوں میں بند کر رہا تھا اور ماریا تنور میں مکی کی روٹیاں لگا رہی تھی اس نے پوچھا۔

اچھے بھائی تم اتنی دیر کہاں رہے کیا عظیم یسوعؑ کی زیارت ہوئی ہاں میری بہن............ہم مقدس باغ میں اس عظیم ہستی کا وعظ سن

رہے تھے کہ پتہ ہی نہ چلا کب دن گزرا کب سورج ڈھلا اور کب شام ہوگئی۔

تم خوش قسمت ہو میرے بھائیوں کہ تمہیں یسوعؑ کی زیارت نصیب ہوئی۔

عنبر نے کہا۔

اس میں کوئی شک نہیں بہن ہم خوش قسمت ہیں اور ہم اپنی قسمت پر جتنا فخر کریں کم ہے۔

اتنے میں مجوسی ماریا کا باپ بھی وہاں آگیا جب اسے معلوم ہوا کہ عنبر اور ناگ مقدس باغ میں نجات دہندہ یسوعؑ کا وعظ سن کر آرہے ہیں تو اس نے بھی دونوں کو مبارکباد دی اور کہا کہ مقدس یسوعؑ کا وعظ سننے والوں کے لئے جنت میں تخت بچھ جاتے ہیں ماریا نے اپنے باپ اور بھائیوں کے لئے روٹی ڈال کر تخت پوش پر رکھی سب نے مل کر کھانا

کھایا اور سفید روشنی والے مقدس یسوعؑ کی باتیں کرنے لگے۔

شام کے سائے گہرے ہونا شروع ہو گئے تھے دور بستی کے اوپر گورنر گلیلی کے شاہی محل کی فصیل پر مشعلیں روشن ہو گئی تھیں۔

عنبر نے مجوسی سے پوچھا۔

بابا کیا گورنر گلیلی اسی محل میں رہتا ہے۔

ہاں بیٹا گورنر ایک ظالم اور بے رحم رومن ہے وہ پیگن ہے اور بتوں کی پوجا کرتا ہے وہ مقدس یسوعؑ کے ماننے والوں کو پسند نہیں کرتا لیکن کبھی اس نے مقدس یسوعؑ اور اس کے ماننے والوں کے خلاف کوئی قدم نہیں اٹھایا شاید اس لئے کہ ابھی اسے کوئی خطرہ محسوس نہیں ہوا مگر سنا ہے کہ اس نے حکم دے رکھا ہے کہ کوئی مسیحی اگر کھلے بندوں چوک میں وعظ کرے تو اسے گرفتار کر لیا جائے۔

ناگ نے کہا۔

کیا گورنر اپنے طور پر سب کچھ کر رہا ہے۔؟

مجوسی نے کہا۔

اپنے طور پر بھی وہ کر رہا ہے بیٹا مگر اسے روم کے بادشاہ کی بھرپور حمایت بھی حاصل ہے کیونکہ روم کا بادشاہ پیگن ہے اور کسی ایسے مذہب کو پسند نہیں کرتا جو اس کے اپنے مذہب کی مخالفت کرے حکومت اس کی ہے اس لئے وہ جو چاہے کر سکتا ہے۔

عنبر نے پوچھا۔

کیا مقدس یسوعؑ کو اس کے بارے میں علم ہے کہ گورنر اور راجہ کی حکومت ان کے وعظ کو پسند نہیں کرتی۔

کیوں نہیں بیٹا وہ خدا کے نبی ہیں انہیں تو سب کچھ معلوم ہوتا ہے مگر وہ سچ پر ہیں اور لوگوں کو خدا کا پیغام سنانے اس دنیا میں تشریف لائے ہیں وہ سوائے خدا کے اور کسی سے اپنا معاملہ نہیں رکھتے انہیں کوئی

طاقت نہیں ڈرا سکتی اور اپنا وعظ جاری رکھیں گے۔

ناگ نے کہا۔

کس قدر عظیم ہستی ہے ہمارے مقدس یسوعؑ کی کاش ہم ان کے قدموں کو چھونے کی سعادت حاصل کر سکتے۔

ماریا نے کہا۔

عزیز بھائیو! مقدس یسوعؑ تو ساری انسانیت کے لئے رحمت اور محبت بن کر آئے ہیں ان کی محبت غریب امیر سب کے لئے ایک جیسی ہے جو کوئی بھی ان کے پاس جاتا ہے وہ محبت سے اس کے سر پر اپنا مقدس ہاتھ رکھتے ہیں اور اسے سچائی اور نیکی کا درس دیتے ہیں۔

اسی طرح پاکیزہ اور نیک باتیں کرتے کرتے وہ لوگ سو گئے صبح مرغ کی بانگ کے ساتھ ان کی آنکھ کھل گئی ماریا نے اٹھ کر منہ ہاتھ دھویا خدا کی عبادت کی اور تنور میں آگ جلا دی دودھ گرم کر کے اپنے باپ

اور بھائیوں کو پلایا۔

مجوسی نے رات ہی کو خشک انجیروں کے بورے بھر کر رکھ لیے تھے اور وہ انہیں آج دوسرے شہر میں فروخت کرنے کے لئے جانے والا تھا تا کہ اسے بیچ کر وہ اپنے اور اپنی بیٹی کے لئے کپڑا اور گھر کے لئے کھانے پینے کا سامان خرید سکے خشک انجیروں سے بھرے ہوئے بورے صحن میں ایک طرف رکھے تھے

ماریا اپنے باپ کا خچر صحن میں لے آئی اور اس پر روئی کا نمدا ڈال کر بولی۔

بابا میرے لئے پھولوں والا سرخ کپڑا لانا۔

اچھا بیٹی۔ وہی لے آؤں گا آؤ بیٹا عنبر اور ناگ بورے چھکڑے پر رکھ دیں کیا تم بھی میرے ساتھ چلو گے۔

عنبر نے ایک بورا چھکڑے پر رکھتے ہوئے کہا۔

نہیں بابا ہم آج پھر مقدس باغ میں جائیں گے شاید مقدس یسوع کی پھر زیارت ہو جائے۔

ضرور جاؤ بیٹا ضرور جاؤ اور زیارت کر کے اپنے دل کو روشنی دو ناگ اور عنبر مل کر دوسرا بورا چھکڑے پر رکھ رہے تھے کہ اچانک بہت سے گھوڑوں کے ٹاپوں کی آوازیں سنائی دیں اور پھر چھ سات رومن سپاہی زرہ بکتر پہنے تلواریں لٹکائے صحن میں آن پہنچے ماریا اور اس کا باپ رومن سپاہیوں کو دیکھ کر گھبرا گئے ماریا اپنے باپ کے پیچھے ہو کر چھپ گئی اور سہمی ہوئی نظروں سے تکنے لگی بوڑھے باپ کے ہاتھ کانپنے لگے اس لئے کہ وہ ظالم رومن سپاہیوں کے ظلم اور سنگدلی و بے رحمی سے خوب واقف تھے کسی کسان کے گھر کو لوٹ کر آگ لگا دینا اور اسے تلوار مار کر دو ٹکڑے کر دینا ان کے لئے معمولی بات تھی عنبر اور ناگ بھی ایک طرف چپ چاپ سے ہو کر کھڑے ہو گئے۔

رومن سپاہیوں کے کپتان نے اشارہ کر کے کہا۔

اٹھالو انجیر کے ان بوروں کو اور گھوڑوں پر لاد کر لے چلو شاہی محل ماریا کا

باپ ہاتھ جوڑ کر گڑ گڑایا۔

خدا کے لئے مجھ پر رحم کرو یہ میری سال بھر کی کمائی ہے اسے تم لے

گئے تو ہم بھوکوں مر جائیں گے۔

کپتان نے گرج کر کہا۔

بکواس بند کر واے بڈھے کھوسٹ نہیں تو ہنٹر مار مار کر چمڑی ادھیڑ

دوں گا۔

ماریا نے آگے بڑھ کر کہا۔

بھائیو! ہم غریب ہیں محنت مزدوری کر کے سال بھر کمائی کرتے ہیں

اور وہی کھاتے ہیں ہم بھوکوں مر جائیں گے مجھ پر اور میرے بابا پر رحم

کرو کپتان نے قہقہہ لگا کر کہا۔

لڑکی۔ تجھے معلوم نہیں کہ ہم گورنر گلیلی کے سپاہی ہیں ہم جس کے گھر میں چاہیں گھس کر جو ہاتھ لگے اٹھا کر لے جاتے ہیں ہمیں کوئی نہیں روک سکتا۔

پھر اس نے سپاہیوں کو حکم دیا کہ خشک انجیروں کے سارے بورے اٹھا لیے جائیں سپاہیوں نے گھوڑوں سے اتر کر انجیروں کے بورے اٹھا کر گھوڑوں پر لادنے شروع کر دیے بوڑھا مجوسی ایک بار پھر گڑگڑایا اس نے جھک کر کپتان کے پاؤں پکڑ لیے۔

میری معصوم بچی کی خاطر مجھ پر رحم کرو۔

دور ہو جاؤ یہاں سے۔

کپتان نے زور سے لات مار کر بڈھے کو جھٹک دیا غریب بوڑھا زمین پر گر پڑا اس کے ماتھے پر خون بہنے لگا ماریا چیخ مار کر اپنے بابا سے لپٹ گئی اب تک عنبر اور ناگ بڑی خاموشی کے ساتھ ایک طرف

کھڑے یہ سارا ماجرا دیکھ رہے تھے کپتان اور سپاہی ان دونوں کو غلام سمجھے ہوئے تھے اسی لئے انہوں نے ان دونوں سے کوئی بات نہیں کی تھی۔

لیکن جب پانی سر سے گزرنے لگا اور سنگدل کپتان نے لات مار کر ماریا کے باپ کو زخمی کر کے زمین پر پھینک دیا تو انہیں سخت غصہ آ گیا عنبر نے ایک بار ناگ کی طرف دیکھا ناگ نے سر ہلا دیا عنبر نے کپتان سے کہا۔

معزز سپاہیو! میں حیران ہوں کہ تم لوگ بہادر سپاہی ہو کر ایک بوڑھے پر ہاتھ اٹھاتے ہو اور غریبوں کی سال بھر کی کمائی لوٹتے پھرتے ہو............ کپتان یہ بے عزتی کے جملے سن کر ایک دم چونک پڑا اس نے قہر بھری نظروں سے عنبر کی طرف دیکھا اور کہا۔

کون ہو تم کمینے نوجوان!

عنبر نے کہا۔

میں اس بوڑھے کا بیٹا ہوں۔

کپتان نے حکم دیا۔

اس گستاخ نوجوان کو بدتمیزی کا مزا چکھا دو۔

ایک سپاہی گھوڑے سے اتر کر عنبر کی طرف بڑھا اس نے ہنٹر کھول کر
ہوا میں لہرایا اور عنبر کی طرف ہنس کر دیکھتے ہوئے بولا۔

تیری موت کا وقت قریب آ گیا ہے نوجوان۔

ناگ اس عرصے میں وہاں سے کھسک کر انجیر کے باغ میں آ گیا تھا
یہاں کھجوروں کے جھنڈ میں پہنچ کر اس نے آنکھیں بند کر لیں اور
افریقہ کے ہاتھی کا تصور دماغ میں لا کر زور سے پھنکار ماری دوسرے
لمحے ناگ کی جگہ وہاں افریقہ کا ایک طاقتور پہاڑ ایسا ہاتھی کھڑا اپنی
خوفناک سونڈ ہلا رہا تھا دوسری طرف سپاہی نے پوری طاقت سے ہنٹر

لہرایا اور عنبر پر مارا۔عنبر نے ہنٹر کو دونوں ہاتھوں سے پکڑ کر اپنی طرف کھینچا سپاہی اس کے قدموں میں آ کر منہ کے بل گر پڑا عنبر نے زور سے اپنا پاؤں اس کے سر پر مارا اس کا سر پھٹ گیا اور خون بہنے لگا رومن کپتان غصے میں بھر گیا اس نے تلوار میان سے کھینچ لی اور عنبر کو قتل کرنے کے لئے آگے ہی بڑھا تھا کہ پیچھے سے جنگلی ہاتھی کی بھیانک چنگھاڑ سنائی دی۔

گھوڑے بدک گئے کپتان نے ہڑ بڑا کر پیچھے دیکھا ایک پہاڑ ایسا ہاتھی اپنی خوفناک سونڈ اٹھائے ان کے سروں پر پہنچ گیا تھا سب کی آنکھیں خوف سے پھٹی کی پھٹی رہ گئیں اس لئے کہ اس جگہ زندگی میں کبھی کسی نے ہاتھی نہیں دیکھا تھا وہ علاقہ ہاتھیوں کا نہیں تھا ہاتھی صرف فوج میں رکھے جاتے تھے ماریا اور اس کا باپ بھی ایک طرف سہم کر بیٹھ گئے ہاتھی اب سپاہیوں کے سروں پر پہنچ گیا تھا اس نے

سونڈ اٹھا کر زور سے ایک سپاہی پر ماری سپاہی اچھل کر ایک طرف گر پڑا سونڈ گھوڑے کی پیٹھ پر پڑی اور اس کی کمر ٹوٹ گئی کپتان نے چیخ کر کہا۔

شاہی محل کی طرف بھاگو.................جلدی.............

سپاہی گھوڑوں کو ایڑ لگا کر اپنے کپتان کے ساتھ گھوڑے دوڑاتے وہاں سے بھاگ گئے ہاتھی نے فتح کی خوشی میں زور سے چنگھاڑ ماری اور کھجوروں کے جھنڈ میں جا کر غائب ہو گیا ماریا اور اس کا باپ عنبر کی طرف دیکھ کر بولا۔

میرے بیٹے یہ ہاتھی خدا کی طرف سے ہماری مدد کو آیا تھا ضرور خدا نے ہماری فریاد سن لی تھی۔

عنبر نے کہا۔

ہاں بابا خدا نے تمہاری فریاد سن لی تھی۔

ماریا نے پوچھا۔

بھائی ناگ کہاں چلا گیا ہے۔؟

عنبر نے مسکرا کر کہا۔

بات اصل یہ ہے کہ وہ بہت ڈرپوک ہے سپاہیوں کو دیکھ کر ہمیشہ ڈر کر بھاگ جاتا ہے اب بھی وہ ڈر کر باغ میں کھسک گیا تھا سپاہی چلے گئے ہے نا؟ اب وہ واپس آ جائے گا۔

عنبر نے باغ کی طرف منہ کر کے ناگ کو آواز دی ناگ اپنا سر جھاڑتا کھجوروں کے جھنڈ کی طرف سے نمودار ہوا اور قریب آ کر بولا۔

یہ ہاتھی یہاں کدھر سے آ گیا تھا۔؟

مجوسی نے کہا۔

تم نے ہاتھی کو دیکھا ہے ناں؟

ناگ نے کہا۔

ہاں بابا وہ تو کوئی مست ہاتھی تھا بالکل میرے قریب سے ہو کر گزرا اگر میں جھاڑیوں میں نہ چھپ جاتا تو وہ مجھے اپنے پاؤں تلے ضرور کچل دیتا۔

بیٹا خدا نے عین وقت پر ایک ہاتھی کو بھیج دیا جس نے ہماری مدد کی اور سپاہیوں کو مار بھگایا............. مگر بیٹا۔ یہ بڑے ظالم لوگ ہیں وہ مجھ سے ہاتھی کا بدلہ ضرور لینے آئیں گے۔

عنبر نے کہا۔

تم فکر نہ کرو بابا.......... اگر وہ دوبارہ آ گئے تو خدا اس ہاتھی کو پھر ہماری مدد کے لئے بھیج دے گا۔

ہاں بابا تم فکر نہ کرو۔ آؤ یہاں بیٹھ جاؤ میں تمہارے سر کے زخم کے لئے مرہم لاتی ہوں۔

عنبر نے بوڑھے مجوسی کے سر کا زخم دھو کر اس پر مرہم لگائی اور پٹی باندھ

دی رات کو سونے سے پہلے ناگ نے اسی خطرے کا اظہار کیا جس کا ذکر ماریا نے کیا تھا کہ رومن سپاہی انتقام لینے ضرور آئیں گے۔

عنبر کی گرفتاری

جسٹینین صوبہ گلیلی کا گورنر تھا۔
یہ ایک ظالم اور خود سر گورنر تھا اور اپنے آپ کو صوبے کا بادشاہ سمجھتا تھا
ان دنوں یہودیوں کا مذہب ہی چاروں طرف پھیلا ہوا تھا گورنر
جسٹینین کے دربار کا لاٹ پادری بھی یہودیوں کا سرغنہ تھا اور وہ یسوع
کے خلاف تھا جس سے یہودیوں کا مذہب خطرے میں پڑ گیا تھا۔
لاٹ پادری نے بادشاہ کے کان بھرنے شروع کر دیئے کہ یسوعؑ کے
پرچار کی وجہ سے لوگ اس کے خلاف ہو گئے ہیں اور وہ بادشاہ کے
خلاف لوگوں کو بغاوت پر ابھارتا ہے حالانکہ یہ بالکل غلط بات تھی
بادشاہ کانوں کا بڑا کچا تھا اور خوش آمد کرنے والوں کو پسند کرتا تھا

چنانچہ اس پر لاٹ پادری کی سکھائی پڑھائی کا اثر ہونا شروع ہو گیا۔

اس وقت صوبے کی حالت ویسی ہی تھی جیسی ساری رومی سلطنت کی تھی رومیوں نے فوجی طاقت سے سارے ایشیا اور اس زمانے کے سارے یورپ پر قبضہ جما رکھا تھا ہر ملک سے بے شمار دولت آتی تھی درباری عیش و عشرت میں پڑے تھے روم کا شہنشاہ خود غریبوں کے دکھ درد بھلا کر دن رات عیش و عشرت میں مگن رہتا تھا امیر لوگ زیادہ تر امیر اور غریب لوگ زیادہ غریب ہو گئے تھے دولت صرف او پر والے درباری لوگوں کے پاس تھی غریب لوگ بھوکوں مرتے تھے جب بھی غریب لوگ بھوک سے تنگ آ کر کہیں کوئی ہنگامہ کرتے تو شہنشاہ کے حکم سے ان کے سر کاٹ کر چوک میں لٹکا دیے جاتے یا پھر شہنشاہ غریب بھوکوں کی توجہ ہٹانے کے لئے اکھاڑے میں بڑے میلے کا انتظام کر دیتا جس میں قیدیوں کو بھوکے شیروں کے آگے ڈالا جاتا

لوگ کھیل تماشہ پسند کرتے تھے وہ اس میں گم ہو کر اپنی بھوک کو بھول جاتے۔

گلیلی میں بھی یہی عالم تھا گورنر جسٹینین کے حکم سے سپاہی بھوکے لوگوں کا قتل عام شروع دیتے جس گھر میں چاہتے گھس کر سامان لوٹ کر لے جاتے یہی وجہ تھی کہ وہ ماریا کے باپ کے گھر میں گھس آئے تھے اور انہوں نے بابا کی سال بھر کی کمائی لوٹ کر لے جانے کی کوشش کی تھی اگر ناگ اور عنبر ماریا کے بابا کی مدد نہ کرتے تو وہ غریب اپنی محنت کی کمائی سے محروم ہو جاتا اور انہیں بھوکا رہ کر سارا سال گزارنا پڑتا گورنر چونکہ خود غیر ذمے دار آدمی تھا اس لئے اس کے درباری اور سپاہی بھی ہر جگہ من مانی کرتے پھرتے تھے اور کوئی انہیں پوچھنے والا نہ تھا۔

جس سپاہیوں کے دستے نے ماریا کے گھر پر ڈاکہ ڈالنے کی کوشش

کی تھی وہ بادشاہ کا خاص حفاظتی دستہ تھا اور اس کے ذمے شاہی باورچی خانے کا بندوبست کرنا بھی تھا یہ سپاہی خشک انجیروں کے بورے لوٹ کر شاہی باورچی خانے میں ڈالنا چاہتے تھے کپتان نے شاہی محل میں جا کر اپنے سپاہیوں کو اکٹھا کیا اور کہا۔

اس بڈھے کے گھر میں ہماری بے عزتی ہوئی ہے اس نے ایک جادو کے ہاتھی کے ذریعے ہمیں شکست دی ہے مگر اس کے پاس اتنا بڑا اور قیمتی ہاتھی کہاں سے آ گیا۔؟

ایک سپاہی نے کہا۔

سرکار! ضرور اس بڈھے نے شاہی دستے کے ہاتھیوں میں سے کوئی ہاتھی چوری کیا ہے ورنہ اس کے پاس ہاتھی کہاں سے آ سکتا ہے؟

کپتان نے کہا۔

تم ٹھیک کہتے ہو۔ میں آج ہی اس کے خلاف چوری کا مقدمہ کرتا

ہوں میں اس سے اپنی بے عزتی کا انتقام ضرور لوں گا۔

دو روز بعد کپتان نے چوری کے الزام میں ماریا کے گھر فوجی پولیس کا چھاپہ ڈلوا دیا الزام یہ تھا کہ ماریا کے باپ نے شاہی فوج کا ہاتھی چوری کیا ہوا ہے جس سے وہ باغ میں کام کرواتا ہے فوجی پولیس نے ماریا کے مکان کو چاروں طرف سے گھیر لیا اور باغ اور مکان کی تلاشی لینی شروع کر دی فوجی نے مکان اور باغ کا کونہ کونہ چھان مارا مگر ہاتھی کا کہیں نام و نشان تک نہ ملا سوال یہ تھا کہ اتنا بڑا جنگلی جانور بھلا کوئی کیسے چھپا سکتا تھا۔

فوجی افسر نے کہا۔

تم لوگ غلط کہتے ہو کہ یہاں تم پر ہاتھی نے حملہ کیا تھا۔

بھلا یہاں ہاتھ کہاں ہو سکتا ہے تم نے ضرور کوئی ڈراؤنا خواب دیکھا ہے۔

کپتان نے کہا۔

جناب عالی! میں نے خواب نہیں دیکھا بلکہ اپنی آنکھوں سے ہاتھی کو حملہ کرتے دیکھا ہے اگر میں پھرتی سے ایک طرف نہ ہٹ جاتا تو وہ ضرور مجھے ہلاک کر دیتا۔

افسر نے جھنجھلا کر کہا۔

لیکن آخر وہ ہاتھی چلا کہاں گیا کیا اس کو زمین کھا گئی کہ آسمان نے نگل لیا اگر کل یہاں ہاتھی موجود تھا تو آج کہاں چلا گیا۔؟

کپتان نے فوجی افسر کو باغ میں لے جا کر زمین دکھائی وہاں ہاتھی کے پاؤں کے بڑے بڑے نشان موجود تھے فوجی افسر اب حیران رہ گئے کہ یہ ماجرا کیا ہے اگر ہاتھی وہاں نہیں تھا تو اس کے نشان کہاں سے آ گئے فوجی افسروں نے حکم دیا کہ ماریا اور اس کے باپ کو گرفتار کر لیا جائے اتفاق سے اس وقت ناگ اور عنبر گھر پر موجود نہیں تھے وہ

شہر میں اپنے کاروبار کے لئے کوئی اچھی جگہ تلاش کرنے گئے ہوئے

تھے ماریا اور اس کا باپ پریشان ہوگئے انہوں نے سپاہیوں کو بہت

سمجھانے کی کوشش کی کہ ان پر ہاتھی کی چوری کا الزام لگایا جا رہا ہے

فوجی افسر نے کڑک کر کہا۔

اگر تم نے ہاتھی چوری نہیں کیا تو یہ اس کے پاؤں کے نشان کہاں سے آ

گئے؟

بوڑھے نے کہا۔

حضور مجھے بالکل معلوم نہیں کہ یہ نشان کہاں سے آگئے ہیں میں نے

ہاتھی کی چوری نہیں کی میں بے گناہ ہوں میں بے قصور ہوں۔

ماریا نے بھی ہاتھ جوڑ کر کہا۔

میرے بابا نے ہاتھی نہیں چرایا میرا بابا بے گناہ ہے وہ چور نہیں ہے

ہمیں چھوڑ دو۔

بکواس بند کرو لڑکی تم دونوں ہمارے ساتھ ہی قلعے میں چلو گے وہاں کوتوال کے سامنے فیصلہ ہوگا۔

رومن کپتان کی سازش کامیاب رہی فوجی افسر نے ماریا اور اس کے باپ کو گرفتار کرنے کا حکم دے دیا رومن کپتان نے دونوں باپ بیٹی کو پکڑا اور انہیں اپنے ساتھ لے کر شاہی قلعے کی بڑی چوکی کی طرف روانہ ہو گیا وہ دونوں گڑگڑاتے رہ گئے مگر ان کی آہ زاری کسی نے بھی نہ کی۔

عنبر اور ناگ اس وقت شہر میں ایک تاجر کے پاس کھڑے حویلی کا سودا کر رہے تھے یہ حویلی ایک منزلہ تھی جس کے نیچے بہت بڑی ڈیوڑھی کے آگے ایک باغ تھا جس میں فوارہ لگا ہوا تھا اس فوارے کے آمنے سامنے دو کوٹھڑیاں تھیں عنبر یہاں رہ کر اپنا کاروبار کرنا چاہتا تھا جب سودا طے ہو گیا تو عنبر اور ناگ ماریا اور اس کے بوڑھے باپ سے

اجازت لینے واپس گھر کی طرف آ گئے گھر میں آ کر انہوں نے دیکھا
کہ مکان کے صحن میں سامان بکھرا پڑا ہے اور وہاں نہ ماریا ہے اور نہ
اس کا باپ وہ بڑے پریشان ہوئے انہوں نے دونوں کو باغ میں
تلاش کرنا شروع کر دیا کہ شاید وہاں نہ کام کر رہے ہو مگر باغ بھی خالی
تھا وہاں بھی ان میں سے کوئی نہ تھا آخر عنبر کو ایک بوڑھی عورت نے
بتایا کہ بادشاہ کے سپاہی آئے تھے اور وہ ماریا اور اس کے باپ کو پکڑ کر
لے گئے ہیں عنبر اور ناگ سر جوڑ کر بیٹھ گئے کہ وہ دونوں کو شاہی قلعے
سے کس طرح آزاد کرائیں عنبر نے کہا۔

میرے خیال میں ہمیں کوتوال سے چل کر بات کرنی چاہیے۔

مگر وہ ہماری نہیں سنے گا ہاتھی کی چوری کا یونہی بہانہ ہے اصل میں
کپتان نے اپنی بے عزتی کا بدلہ لیا ہے۔

پھر بھی وہاں جانے میں اور بات کرنے میں کیا حرج ہے۔؟

اگر تم کہتے ہو تو چلے چلتے ہیں مگر ان سے بات کرنا بے کار ہے اچانک ناگ نے چٹکی بجا کر کہا۔

میرے ذہن میں ایک خیال آیا ہے۔

وہ کیا ہے۔؟

میں ہاتھی کا روپ بدل لیتا ہوں تم مجھے اپنے ساتھ لے کر کوتوال کے پاس پہنچ جاؤ اور کہو کہ ہاتھی میں نے چرایا تھا یوں ماریا اور اس کے باپ آزاد ہو جائیں گے۔

اور ہم گرفتار کر لیے جائیں گے۔

ہمارا کیا ہے ہم کسی نہ کسی طرح وہاں سے نکل آئیں گے۔

یہ تجویز عنبر کو پسند آئی ناگ اور عنبر شاہی قلعے کی چوکی کی طرف روانہ ہو گئے قلعے کے پاس ایک چٹان کے پاس کھڑے ہو کر ناگ نے ہاتھی کا روپ دھار لیا عنبر ہاتھی کے اوپر سوار ہو گیا اور وہ دونوں چوکی کی طرف

آ گئے چوکی کے سپاہیوں نے ایک لمبے دانتوں والے پہاڑ ایسے ہاتھی کو اپنی طرف آتے دیکھا تو پرے پرے ہٹ کر کھڑے ہو گئے کوتوال چوکی سے باہر آ گیا اس نے عنبر سے پوچھا۔

کون ہو تم اور یہ ہاتھی کہاں سے لائے ہو؟

عنبر نے کہا۔

جناب یہ ہاتھی باغ میں آوارہ پھر رہا تھا میں نے سوچا کہ کیوں نہ اسے کوتوال کے پاس لے چلوں شاید کسی نے فوج کے اصطبل سے چوری کیا ہو اور پھر چھوڑ دیا ہو۔

بکواس کرتے ہو.............. یہ ہاتھی تم نے ہی چوری کیا تھا سپاہیوں اس شخص کو گرفتار کر کے جیل میں ڈال دو اور بڈھے اور اس کی بیٹی کو چھوڑ دو۔

عنبر یہی چاہتا تھا وہ بڑے آرام سے ہاتھی سے اترا اور اس نے اپنے

آپ کو گرفتاری کے لئے پیش کر دیا اسی وقت ماریا اور اس کے باپ کو چھوڑ دیا گیا جب دونوں باپ اور بیٹی عنبر کے قریب سے گزرے تو حیران رہ گئے عنبر نے ہونٹوں پر انگلی رکھ کر انہیں خاموش رہنے کو کہا اور سپاہیوں نے اسے حوالات میں لے جا کر بند کر دیا دو سپاہیوں نے ایک ہاتھی بان کو ساتھ لیا اور ہاتھی کو لے کر شاہی قلعے کے بڑے اصطبل کی طرف چل پڑے۔

ماریا اور اس کا باپ اپنے گھر میں آ گئے اگر وہاں کپتان ہوتا تو وہ کبھی دونوں باپ بیٹی کو رہا نہ کروانے دیتا کیونکہ وہ تو ان سے اپنی دشمنی کر رہا تھا چوری کا تو اس نے ان پر الزام اس لئے لگایا تھا کہ وہ گورنر سے کہہ کر ان دونوں کو ہمیشہ ہمیشہ کے لئے کالی کوٹھڑی میں بند کروا دے مگر کوتوال نے خلاف معمول انصاف سے کام لے کر ان دونوں کو چھوڑ دیا اور عنبر کو ہاتھی کی چوری کے الزام میں گرفتار کر لیا تھا۔

عنبر چپ چاپ حوالات میں بند ہو گیا اندر زمین پر پڑے ہوئے گھاس پھوس پر جا کر بیٹھ گیا اور وہاں سے فرار ہونے کی ترکیبیں سوچنے لگا۔

اب دوسری طرف ایک حیرت انگیز بات ہو گئی

ہاتھی کا مہاوت اس کے اوپر گردن پر بیٹھا ہوا اسے چلاتا ہوا جا رہا تھا دونوں سپاہی ہاتھی کے ساتھ ساتھ چل رہے تھے جب وہ قلعے کے اصطبل کے قریب پہنچے تو ناگ نے سوچا کہ یہاں سے غائب ہو کر بھاگ جانا چاہیے نہیں تو کوئی پتہ نہیں اصطبل میں جا کر کوئی اور ہی بلا چمٹ جائے اور پھر وہاں سے سانپ بن کر فرار ہونا مشکل ہو جائے۔ اس خیال کے ساتھ ہی ہاتھی نے اپنی سونڈ اوپر اٹھا کر زور سے پھونک ماری مہاوت نے ہاتھی کی گردن پر بیٹھے بیٹھے سوچا کہ ہاتھی کیا چاہتا ہے وہ پھنکار کے ساتھ ہی مہاوت دھڑام سے زمین پر

گر پڑا کیونکہ اس کے نیچے سے ہاتھی غائب ہو گیا تھا۔

سپاہی بھی پریشانی کے عالم میں ایک دوسرے کا منہ تکنے لگے۔

ہاتھی کہاں چلا گیا۔؟

ہاتھی کہاں چلا گیا۔؟

ابھی تو یہاں تھا۔؟

ہاتھی کے اچانک غائب ہو جانے پر وہ اس قدر بوکھلا گئے تھے کہ انہوں نے وہ سانپ بھی نہ دیکھا جو ان کے قریب سے نکل کر جھاڑیوں میں گھس گیا تھا مہاوت اور سپاہی خوف زدہ ہو گئے تھے وہ وہاں سے سر پر پاؤں رکھ کر بھاگ اٹھے چوکی میں جا کر انہوں نے کوتوال کو بتایا کہ ہاتھی غائب ہو گیا ہے کوتوال نے گرج کر کہا۔

کیا بک بک کر رہے ہو؟ کبھی ہاتھی بھی غائب ہوا ہے۔؟

خدا کی قسم ہم نے اپنی آنکھوں سے اسے غائب ہوتے دیکھا ہے حضور

میں تو اس کے غائب ہوتے ہی دھڑم سے زمین پر آن گرا تھا کوتوال نے کہا

بدبختو تم بھی اسکے ساتھ ہی غائب کیوں نہ ہو گئے دور ہو جاؤ یہاں سے اور جا کر ہاتھی کو تلاش کرو۔

کوتوال اور مہاوت کی یہ گفتگو حوالات میں بیٹھے عنبر نے بھی سن لی تھی وہ سمجھ گیا کہ ناگ واپس گھر پہنچ گیا ہے اب اسے بھی واپس پہنچنا تھا مگر اس کی سمجھ میں نہیں آ رہا تھا کہ وہاں سے کیسے بھاگے آخر اس نے سوچا کہ جب ہاتھی برآمد ہی نہیں ہوا تو اسے کس جرم میں پکڑا گیا ہے اس نے کوتوال کو بلا کر کہا۔

جناب اگر آپ کے پاس ہاتھی کا ثبوت ہی نہیں ہے تو پھر مجھے کس چوری کے الزام میں یہاں قید کیا گیا ہے۔

بات بڑی معقول تھی مگر کوتوال نے جھڑک کر کہا۔

تمہیں اب اسی جگہ قید رہنا ہوگا ہاتھی غائب ہو گیا ہے جب تک ہاتھی واپس نہیں ملتا تمہیں آزاد نہیں کیا جائے گا۔

عنبر جانتا تھا کہ وہاں وحشی حکومت کا راج ہے ایک بار کوتوال اور گورنر کوئی فیصلہ کر دے تو پھر اسے کوئی نہیں ٹال سکتا تھا وہاں سینکڑوں لوگ اسی طرح قید ہو کر مر کھپ گئے تھے اور کسی نے ان کی خبر تک نہ لی تھی وہ خاموش ہو کر بیٹھ گیا کیونکہ کوتوال کے ساتھ زیادہ بات کرنا فضول تھا۔

ادھر ناگ جب گھر پہنچا تو وہاں ماریا اور بوڑھا مجوسی پہلے سے موجود تھا انہوں نے عنبر کے بارے میں دریافت کیا کہ وہ کہاں ہے ناگ نے ساری بات کھول کر بیان کر دی اور کہا کہ عنبر اپنے حوالات سے فرار ہو کر یہاں پہنچ جائے گا مجوسی نے شک کا اظہار کرتے ہوئے کہا۔

عنبر اپنے آپ کیسے باہر آ جائے گا اور اگر وہ وہاں سے فرار ہو کر نکل بھی

آیا تو سپاہی اسے یہاں سے دوبارا گرفتار کرلیں گے اور پھر اسے قلعے کے تہہ خانے میں ڈال دیں گے جہاں سے نکل کر کوئی انسان آج تک واپس نہیں آیا۔

ناگ نے سوچا کہ بابا ٹھیک کہہ رہا ہے اس نے عنبر کی مدد کرنے کا فیصلہ کرلیا وہ رات ہو جانے کا انتظار کرنے لگا جب رات گہری ہوگئی اور ہر طرف اندھیرا اور خاموشی چھا گئی تو ناگ چپکے سے بستر پر سے اٹھا وہ اکیلا باہر سو رہا تھا کوٹھڑی کے اندر ماریا اور اس کا باپ سو رہے تھے ناگ گھوڑے پر سوار ہو کر قلعے کی چوکی کی طرف چل دیا چوکی کے باہر ایک مشعل جل رہی تھی اندر گہرا اندھیرا چھایا ہوا تھا وہیں ایک جگہ جھاڑیوں کے پاس ناگ نے گھوڑے کو باندھا اور خود اندھیرے میں چھپ کر سیاہ کالے سانپ کا روپ بدلا اور چوکی کے اندر داخل ہو گیا۔

چوکی کا پہریدار سٹور پر بیٹھا اونگھ رہا تھا سانپ رینگتا ہوا اس کے قریب سے گزر گیا چوکی کے کمرے کے اندر بھی ایک مشعل جل رہی تھی اس کی روشنی میں کوتوال اپنی بھاری بھرکم توند پر دونوں ہاتھ رکھے خراٹے لے رہا تھا سانپ وہاں سے ہو کر سیدھا حوالات کی سلاخوں میں سے گزر کر عنبر کے پاس آ گیا عنبر گھاس پر لیٹا سو رہا تھا سانپ نے اس کے کان کے قریب سیٹی بجا کر اس کو جگا دیا عنبر نے اپنے سامنے ناگ کو دیکھا تو آنکھیں مل کر کہا۔

یار اچھا کیا کہ تم آ گئے میری تو کچھ سمجھ میں نہیں آتا کہ یہاں سے باہر کیسے نکلوں اگر فرار ہو کر بھاگتا ہوں تو یہ سپاہی شہر میں جینا حرام کر دیں گے دوبارا پکڑ کر یہاں لے آئیں گے پھر فرار ہوں گا پھر پکڑ کر لے آئیں گے یہ تو ایک لمبا چکر چل پڑے گا کوئی ایسی ترکیب کرو کہ سانپ بھی مر جائے اور لاٹھی بھی نہ ٹوٹے۔

یار تم مجھے بھی مارنا چاہتے ہو۔ اچھے دوست ہو میرے؟

عنبر نے کہا۔

نہیں یار میرا مطلب یہ تھا کہ کوئی ایسی ہونی چاہیے کہ میں عزت آبرو کے ساتھ بری ہو کر یہاں سے نکلوں تا کہ بعد میں بک بک نہ کرنی پڑے سانپ نے کہا۔

اسی لیے تو میں یہاں آیا ہوں میرے ذہن میں ایک ترکیب آئی ہے لو سنو۔

ماریا گم ہوگئی

سانپ نے عنبر کو ساری ترکیب سمجھا دی

ترکیب یہ تھی کہ کوتوال کے کمرے میں جا کر اسے ڈس دیا جائے

کوتوال شور مچانے پر عنبر سے کہے کہ وہ اس کا علاج کر دے گا اور اسے

تندرست بھی کر دے گا بشرطیکہ وہ عنبر کو آزاد کر دے عنبر نے کہا ترغیب

تو بڑی اچھی ہے مگر وہ سانپ کے کاٹے کا علاج کر طرح کرے

گا۔ سانپ نے کہا۔

اس کے لئے میں تمہیں ایک منکا دیتا ہوں تم یہ منکا جہاں میں نے کاٹا

ہو وہاں رکھ دینا یہ منکا سارا زہر چوس لے گا۔

ناگ نے اپنے منہ سے سبز رنگ کا ایک منکا نکال کر عنبر کے آگے ڈال

دیا عنبر نے منکا اٹھا کر اپنی جیب میں رکھ لیا سانپ چپکے سے رینگتا ہوا حوالات کی سلاخوں سے باہر نکل گیا اب اس کا رخ اس کوٹھڑی کی طرف تھا جہاں مشعل کی ہلکی ہلکی روشنی میں کوتوال اپنے پیٹ پر ہاتھ رکھے سو رہا تھا وہ چپکے سے کوتوال کے کمرے میں داخل ہو گیا کوتوال اسی طرح اونگھ رہا تھا ناگ کے لئے یہ موقع بڑا غنیمت تھا اس نے وقت ضائع کرنا مناسب نہ سمجھا اور سیدھا فرش پر رینگتا کوتوال کے پاؤں کے پاس پہنچ گیا ٹھیک اس وقت باہر سے گھوڑوں کے ہنہنانے کی آوازآئیں اور کوتوال کی آنکھ کھل گئی وہ اٹھا اور باہر کی طرف جانے لگا سانپ لپک کر کوتوال کے سامنے آ کر پھن پھیلا کر کھڑا ہو گیا کوتوال کی چیخ نکل گئی مگر اس عرصے میں سانپ نے بڑی تیزی کے ساتھ کوتوال کے سینے پر ڈس لیا تھا۔

سانپ۔ سانپ۔ سانپ۔

کوتوال نے شور مچا دیا سارے سپاہی سانپ کی تلاش میں اٹھ دوڑے مگر سانپ اپنا کام کر کے وہاں سے نو دو گیارہ ہو چکا تھا سپاہی اسے چوکی کے کمروں میں تلاش کر رہے تھے اور وہ چوکی سے باہر باغ کی جھاڑیوں میں دوڑتا ہوا جنگل کی چڑھائی کوتوال کی حالت خراب ہونا شروع ہو گئی شور کی آواز سن کر عنبر حوالات میں بیٹھے بیٹھے سمجھ گیا کہ سانپ نے کام کر دیا ہے اس نے ایک سپاہی سے پوچھا۔

کیا ہوا ہے۔؟

سپاہی نے کہا۔

کوتوال کو زہریلے سانپ نے ڈس دیا ہے۔

عنبر نے کہا۔

کوتوال سے کہو میں سانپ کے کاٹے کا علاج کر لیتا ہوں سپاہی نے کوتوال سے کہا تو اس نے ہاتھ اٹھا کر کہا۔

اسے جلدی سے یہاں لاؤ میں مر رہا ہوں۔

عنبر نے فوراً کوتوال کے پاس جا کر سانپ کا کاٹا ہوا زخم دیکھا وہاں

زہریلا چھالا پڑ گیا تھا عنبر نے کہا۔

کوتوال۔ میں ایک شرط پر تمہاری جان بچا سکتا ہوں۔

دیوتا کے لئے شرط جلدی بتاؤ۔ میری جان نکلی جا رہی ہے۔

شرط یہ ہے کہ تم مجھے عزت کے ساتھ بری کر دو گے۔

مجھے منظور ہے۔

اور اگر تم مکر گئے۔؟

میں ابھی تمہاری رہائی کا حکم دیتا ہوں سپاہیوں اس شخص کو فوراً رہا کر

دو۔

جو حکم حضور۔

اب تو میری جان بچاؤ زہر نے میرا گلا خشک کر دیا ہے۔

عنبر نے جیب سے منکا نکالا ور اسے کوتوال کے جسم پر اس جگہ رکھ دیا جہاں سانپ نے کاٹ کھایا تھا منکے کا زخم کے اوپر رکھنا تھا کہ اس نے ایک دم زہر چوسنا شروع کر دیا دیکھتے دیکھتے منکا پھول گیا عنبر نے پھولے ہوئے منکے کو ہٹا کر نچوڑا اور صاف کر کے دوبارا زخم کے اوپر رکھ دیا دو تین بار ایسا کرنے سے کوتوال کے جسم کا سارا زہر باہر آ گیا اور وہ بھلا چنگا ہو گیا اس نے کہا۔

تم نے میری جان بچا کر مجھ پر بڑا احسان کیا ہے نوجوان کاش میں تمہارے لئے کچھ کر سکتا ہاں اگر تم چاہو تو میں تمہیں ایک اونٹ تحفے میں دے سکتا ہوں۔

عنبر نے کہا۔

آپ نے مجھے آزاد کر دیا ہے میرے لئے آپ کا یہی احسان بہت ہے اونٹ لے کر میں کیا کروں گا۔

عنبر چوکی سے باہر نکل کر گھر کی طرف روانہ ہو گیا۔

ناگ واپس گھر پہنچ کر اپنے بستر پر لیٹا ہوا تھا اس نے عنبر کو دیکھ کر کہا۔

وہ کم بخت بچ گیا تھا ناں؟

اگر وہ نہ بچتا تو میں یہاں کس طرح آتا۔

چلو یہ بلا بھی سر سے ٹل گئی۔

صبح اٹھ کر جب ماریا اور اس کے باپ کو معلوم ہو گا کہ عنبر بھی رہا ہو کر واپس آ گیا ہے تو اس نے خوشی سے اسے اپنے سینے سے لگا لیا اور کہا۔

بیٹا عنبر میں بے حد خوش ہوں کہ تم آزاد ہو کر آ گئے مگر کوتوال نے تمہیں کیسے چھوڑ دیا وہ تو بڑا کمینہ اور ظالم شخص ہے۔

عنبر نے ایک فرضی کہانی گھڑ کر سنا دی۔

عنبر اور ناگ نے شہر میں ایک جگہ حویلی کرائے پر حاصل کر لی عنبر نے دواؤں کا دھندا شروع کر دیا ناگ نے ادھر اُدھر سے سانپ پکڑ کر

مٹکوں میں بند کر دیے اور اس کا کاروبار شروع کر دیا دن میں دو تین سانپ بک جاتے تھے عنبر بھی چار پانچ مریضوں کا علاج کر کے تھوڑا بہت کما لیتا تھا اس طرح کم از کم وہ بابا اور ماریا پر بوجھ بنے رہنے سے بچ گئے تھے وہ اپنی کمائی کر کے کھانا چاہتے تھے۔

ادھر کمینہ خصلت رومن کپتان کو جب پتہ چلا کہ اس کی بے عزتی کرنے والا عنبر بھی حوالات سے رہا ہو کر چلا گیا ہے تو وہ غصے سے پاگل ہو گیا اس نے اپنے خاص سپاہی سے کہا۔

میری بے عزتی ہے کہ میرا دشمن اس بستی اس شہر میں میری آنکھوں کے سامنے دندناتا پھرے اور میں اس کے خلاف کچھ نہ کر سکوں۔

سپاہی نے کہا۔

حضور حکم کریں جو کہیں گے ویسا ہی ہو گا میں آپ کا نمک خور ہوں میں آپ کی عزت کے لئے اپنی جان بھی قربان کر سکتا ہوں کپتان نے

کہا۔

اس بڈھے کھوسٹ کی بیٹی کو اٹھا کر لے آؤ میں اسے غلام بنا کر کسی ایسے ظالم سوداگر کے ہاتھ فروخت کر دوں گا کہ پھر ساری عمر رو رو کر گزارے گی۔

ایسا ہی ہوگا سرکار۔

ایک دن صبح کوناگ اور عنبر اپنے اپنے کام پر گھر سے چلے گئے ماریا کا باپ بھی انجیروں کے باغ میں زمین کی گوڈی کرنے چل دیا گھر میں ماریا اکیلی رہ گئی وہ بکریوں کو پانی پلانے کے بعد ان کا دودھ مٹکے میں دوھ رہی تھی کہ ایک بوڑھی عورت کمر پر ہاتھ رکھے لاٹھی ٹیکتی ہوئی صحن میں آئی اور بولی۔

بیٹی خداوند تمہارا بھلا کرے بڑی بھوک لگی ہے تھوڑا سا دودھ مل جائے گا۔

ماریا نے بڑی نیک اور نرم دل لڑکی اس نے کہا۔

ماں جی آپ بیٹھ جائیں میں ابھی آپ کو دودھ ڈال کر دیتی ہوں بوڑھی عورت صحن میں زمین پر بیٹھ گئی وہ بڑی مکار نظروں سے چاروں طرف دیکھ رہی تھی اصل میں یہ ایک بڑی ہی چالاک عورت تھی جسے رومی کپتان نے ماریا کو اغوا کروانے کے لئے بھیجا تھا ماریا نے مٹی کے پیالے میں دودھ ڈال کر بڑھیاں کو پیش کیا بوڑھیاں دودھ پینے لگی دودھ پی کر اس نے ماریا کو دعائیں دینی شروع کر دیں اور پھر اپنے تھیلے میں سے ایک شیشی نکال کر بولی۔

بیٹی تم نے اس غریب عورت کو دودھ پلا کر اس کا دل جیب لیا ہے میں تمہیں خوش ہو کر ایک ایسا تحفہ دیتی ہوں کہ تم ساری عمر مجھے یاد کرو گی۔

ماریا نے خوش ہو کر کہا۔

ماں جی اس کی کیا ضرورت ہے غریبوں کی خدمت تو ہمارا فرض ہے۔

خدا تمہیں ہمیشہ سکھی رکھے بیٹی تم بہت نیک دل لڑکی ہو یہی وجہ ہے کہ میں خوش ہو کر تمہیں یہ خالص کستوری کا عطر دے رہی ہوں یہ میں نے ختن کے صحراؤں میں رہنے والے خاص سیاہ ہرن کے نافے سے حاصل کیا ہے یہ لو۔

ماریا نے عطر کی چمڑے کی کپی بوڑھیا کے ہاتھ سے لے لی اور اسے غور سے دیکھنے لگی بوڑھیا نے کہا۔

بیٹی اسے دیکھنے سے تمہیں کیا پتہ چلے گا ذرا سونگھ کر دیکھو یہ کستوری کا عطر ہے۔

ماریا نے کپی کھول کر اسے ناک کے ساتھ لگایا جونہی اس نے سانس اندر کی طرف کھینچا ایک تیز بو اس کے دماغ کے چڑھ گئی اور وہ بے ہوش ہو کر فرش پر گر پڑی اس بوڑھیا نے دروازے میں کھڑے ہو کر

باہر کسی کو اشارہ کیا فوراً کھجوروں کے درختوں میں سے دو گھوڑ سوار آ گئے انہوں نے بے ہوش ماریا کو ایک لبادے میں ڈھانپ دیا اور اٹھا کر گھوڑے پر ڈال کر وہاں سے فرار ہو گئے بوڑھی مکار عورت نے اپنا تھیلا سنبھالا اور وہ بھی وہاں سے نکل گئی۔

ماریا کو بھگا کر لے جانے کے بارے میں اس کے بوڑھے باپ کو علم نہ ہو سکا وہ بے چارہ باغ میں اپنا کام کر رہا تھا تھوڑی دیر بعد اسے پیاس محسوس ہوئی اس نے سوچا کے گھر میں چل کر دودھ پیا جائے چنانچہ اس نے لکڑی کا پھاوڑا وہیں رکھا اور گھر میں آ گیا صحن میں بکری بندھی ہوئی تھی دودھ کا مٹکا اسی طرح زمین پر پڑا تھا بوڑھے کا ماتھا ٹھنکا کہ ماریا تو کبھی دودھ کے مٹکے کو اس طرح زمین پر ننگا رکھ کر کہیں نہیں گئی اس نے ماریا کو آوازیں دیں کوئی جواب نہ آیا وہ کچھ پریشان ہو گیا وہ آوازیں دیتا ہوا کوٹھڑی کے اندر آ گیا ماریا وہاں بھی نہیں تھی

اب وہ بے چین ہو کر ماریا کو ادھر اُدھر تلاش کرنے لگا وہ باغ میں بھی آ
گیا اس نے سارا باغ سارا مکان چھان مارا مگر ماریا وہاں ہوتی تو
اسے ملتی وہ تو اس وقت ظالم سپاہیوں کے گھوڑے پر بے ہوش پڑی
کسی نامعلوم مقام کی طرف لے جائی جا رہی تھی۔

بوڑھا سر پکڑ کر بیٹھ گیا اور اپنی بیٹی کی جدائی میں رونے لگا وہ سمجھ گیا کہ
اس کے ساتھ کسی نے دشمنی کی ہے اور اس سے کسی بات کا بدلہ لیا ہے
دوپہر کے بعد عنبر اور ناگ گھر آئے تو بوڑھے نے انہیں ماریا کی
گمشدگی کی خبر سنائی وہ بھی بڑے حیران ہوئے کہ ماریا کو کون اغوا کر
کے لے گیا ناگ نے کہا۔

عنبر میں نہ تمہیں کہتا تھا کہ وہ کمینہ رومن کپتان ضرور اپنی بے عزتی کا
بدلہ لے گا چنانچہ یہ کام اسی کا ہے اسی بدبخت نے ماریا کو اغوا کروایا
ہے اب خدا جانے وہ اسے کہاں لے گیا ہو گا۔

بوڑھے باپ نے روتے ہوئے کہا۔

خداوند کے لئے میری بچی کو برباد ہونے سے بچاؤ نہیں تو میں سر پٹخ پٹخ کر جان دے دوں گا۔

عنبر نے ماریا کے باپ کو سمجھاتے ہوئے کہا۔

بابا آپ گھبرائیں نہیں گھبرانے سے کچھ نہیں ہوگا ہم کو سوچنے کا موقع دیں ہم ماریا کو ضرور ڈھونڈ نکالیں گے اس طرح رونے اور گھبرانے سے تو کچھ نہیں ہوگا۔

اسی رات عنبر اور ناگ سر جوڑ کر بیٹھ گئے اور سوچنے لگے کہ ماریا کو کہاں تلاش کیا جائے ایک بات کے بارے میں انہیں پختہ یقین تھا کہ اسے سوائے رومن کپتان کے اور کسی نے اغوا نہیں کیا محلے میں انہوں نے کچھ لوگوں سے پوچھا بھی مگر اتفاق کی بات ہے کہ اس وقت محلّہ بالکل خالی تھا کسی نے بھی ماریا کو اغوا ہوتے ہوئے نہیں دیکھا تھا۔

ناگ بولا۔

کچھ بھی ہو ماریا کو اس کمینے نے اغوا کیا ہے۔

عنبر نے کہا۔

وہ تو ٹھیک ہے مگر اب سوچنے کی بات یہ ہے کہ ماریا کہیں کسی جگہ قید رکھی گئی ہے جہاں تک میرا خیال ہے رومی کپتان اسے شاہی محل کی کسی کوٹھڑی میں ہی بند کر دے گا۔

ناگ نے پوچھا۔

مگر خالی اغوا کر لینے سے اسے کیا حاصل ہو گا۔؟

وہ محض انتقام کی آگ ٹھنڈی کرنا چاہتا ہے۔

میرا خیال ہے اس سے مختلف ہے میرا خیال ہے کہ وہ اسے ضرور کسی بردہ فروش کے ہاتھوں بیچ دے گا۔

ناگ پریشان ہو کر بولا۔

خدا نہ کرے ایسا ہو۔ یہ تو بڑی خوفناک بات ہوگی۔

بہر حال ہمیں ہر قسم کے برے حالات کی توقع رکھنی چاہیے ہمارا دشمن ایک کمینہ اور حاسد انسان ہے وہ ہر قسم کی گھٹیا حرکت کرسکتا ہے۔

ناگ نے عنبر سے کہا کہ وہ کنیز کارمیلا کی روح سے کیوں نہیں مدد لیتا وہ اسے بتا سکتی ہے کہ ماریا کس جگہ پر ہے عنبر نے کہا۔

یہ خیال تو میرے ذہن میں بھی آیا تھا مگر میں یہ سوچ کر خاموش ہوگیا کہ اتنی چھوٹی سی بات کے لئے اسے تکلیف دینا اچھا نہیں لگتا ہم خود ماریا کو تلاش کرلیں گے۔

وہ تو ٹھیک ہے عنبر لیکن ہم تو روح سے صرف یہ پوچھنا چاہتے ہیں کہ ماریا کس جگہ پر قید ہے .... بس .... باقی اس کو آزاد کرانے کا سارا کام ہم خود کرلیں گے۔

اگر تم کہتے ہو تو میں روح کو بلا کر پوچھ لیتا ہوں۔

وہ دونوں انجیروں کے باغ میں اکیلے بیٹھے تھے ناگ وہاں سے ہٹ کر پرے ہو گیا کیونکہ عنبر روح کو تنہائی میں ملنا چاہتا تھا عنبر نے روح کو آواز دینی شروع کر دی کافی دیر پکارنے کے بعد کارمیلا کی روح ظاہر ہو گئی اس نے آتے ہی کہا۔

عنبر یاد رکھو۔ ہم اس بستی میں بہت کم آسکتے ہیں کیونکہ اس بستی میں خدا کا ایک بزرگ نبی رہتا ہے اور لوگوں کو سچائی اور نیکی کی تعلیم دیتا ہے تم نے بلایا تو میں بڑی مشکل سے اجازت لے کر یہاں آئی ہوں وہ بھی صرف تمہارے لئے کیونکہ تم نے مجھ پر ایک ایسا احسان کر دیا ہے کہ میں تمہارے سامنے انکار نہیں کر سکتی۔

عنبر نے کہا۔

اے اچھی روح میں تمہارا بے حد شکر گزار ہوں کہ تم نے میری خاطر اتنی تکلیف اٹھائی اور میری عزت افزائی کی۔

کارمیلا کی روح نے پوچھا۔

بتاؤ تم نے مجھے کس لئے بلایا ہے۔

عنبر نے سارا مقصد کھول کر روح کے سامنے بیان کر دیا روح ایک گہرا سانس لے کر بولی۔

جس لڑکی کے بارے میں تم نے مجھ سے پوچھا ہے وہ اس بستی میں نہیں ہے۔

پھر وہ کہاں ہو گی۔؟

وہ اس مقدس شہر سے ایک دن اور ایک رات کی مسافت پر کل ایک گمنام جنگل کے کھنڈر میں پہنچ جائے گی بس اس سے زیادہ میں یہاں نہیں ٹھہر سکتی .... خدا نگہبان ....

اتنا کہہ کر روح غائب ہو گئی عنبر نے ناگ کو وہ سب کچھ بتا دیا جو روح نے کہہ گئی تھی ماریا ابھی راستے میں ہے اسے اس بستی سے ایک دن

اور ایک رات کے فاصلے پر جنگل کے کسی کھنڈر میں لیجانا چاہ رہا ہے عنبر نے ناگ سے کہا کہ ہم ماریا کا تعاقب کریں گے۔

ناگ نے کہا۔

ٹھیک ہے ہم صبح صبح روانہ ہو جائیں گے۔

سنسان جنگل

ابھی سورج نہیں نکلا تھا کہ دونوں دوست بیدار ہو گئے۔

انہیں سفر کی تیاری میں زیادہ وقت نہ لگا ماریا کے باپ کے مکان کو انہوں نے بند کیا گھوڑوں پر سوار ہوئے اور بستی سے باہر نکل گئے ان کا رخ مغرب کی طرف تھا یہی وہ راستہ تھا جو اس پر اسرار گمنام جنگل کو جاتا تھا جہاں انہیں روح کی ہدایت کے مطابق پہنچنا تھا دوپہر تک وہ چلتے چلے گئے دوپہر کے وقت سورج میں زیادہ گرمی آ گئی ریت تپنے لگی اور انہیں بار بار پیاس لگنے لگی ایک جگہ وہ سایہ دیکھ کر وہ گھوڑوں سے اتر کر بیٹھ گئے وہاں کوئی چشمہ بھی نہیں تھا کہ گھوڑوں کو پانی پلا سکتے جانوروں کو بھی بڑی پیاس لگی تھی اس وقت وہ دریائے اردن سے

بہت دور نکل چکے تھے تھوڑی دیر ستانے کے بعد وہ دوبارا سفر پر روانہ ہو گئے تیسرے پہر انہیں ہوا میں پانی کی نمی محسوس ہوئی۔

ناگ نے کہا۔

یہاں قریب ہی کوئی چشمہ بہہ رہا ہے۔

گھوڑے بھی پانی کی نمی کو محسوس کر کے بار بار ہنہنا رہے تھے تھوڑی دور چلنے کے بعد انہوں نے ایک ہرن دیکھا جو ایک جگہ جھاڑیوں میں جھک کر پانی پی رہا تھا دونوں دوست وہاں پہنچے تو انہیں ایک چھوٹا سا چشمہ مل گیا جس کا شفاف میٹھا پانی ابل ابل کر زمین سے نکل رہا تھا یہ ایک قدرتی چشمہ تھا انہوں نے سب سے پہلے گھوڑوں کو جی بھر کر پانی پلایا اس کے بعد خود منہ ہاتھ دھو کر تھوڑی دیر آرام کیا وہ آگے چل پڑے شام کے بعد رات آ گئی آسمان پر تارے نکل آئے ایک جگہ ریت پر انہوں نے جلی بجھی لکڑیاں اور راکھ بکھری ہوئی دیکھی وہ سمجھ

گئے کہ ماریا کو اغوا کرنے والے سپاہی کچھ دیر یہاں ٹھہرے تھے اس کا مطلب تھا کہ وہ درست راستے پر جارہے تھے انہوں نے راکھ پر ہاتھ لگا کر محسوس کیا کہ راکھ ابھی گرم تھی عنبر نے کہا۔

گرم راکھ اس بات کا اشارہ کر رہی ہے کہ سپاہی یہاں سے دور نہیں ہیں اگر ہم رات بھر مسلسل سفر کرتے رہے تو صبح جنگل میں انہیں جا لیں گے۔

ہاں۔ مگر ہمیں بڑی ہوشیاری سے کام لینا ہوگا کیونکہ سپاہی ہر طرف سے چوکنا ہوں گے اور ان کے پاس اسلحہ بھی ہوگا جب کہ ہمارے پاس سوائے تلواروں کے اور کچھ نہیں ہے۔

عنبر نے کہا۔

دوست تم فکر نہ کرو ہم سچائی پر ہیں اور ایک نیک کام کرنے گھر سے نکلے ہیں اس لئے فتح آخر ہماری ہی ہوگی دشمن خواہ کتنا ہی طاقتور

کیوں نہ ہو وہ ہمارا مقابلہ نہ کر سکے گا۔

دونوں دوست ساری رات چلتے رہے صبح صبح وہ ایک جنگل کے کنارے پہنچ گئے یہ جنگل عجیب وغریب اور پراسرار قسم کا تھا صحراؤں میں ایسے جنگل نہیں ہوا کرتے کیونکہ صحراؤں میں پانی نہیں ہوتا اور جنگل کے لئے پانی کا زیادہ ہونا بہت ضروری ہے وہ جنگل کے اندر داخل ہو گئے یہاں زیتون اور جنگلی کھجوروں کے جھنڈ کھڑے تھے کانٹے دار جھاڑیاں اس قدر زیادہ اگی ہوئی تھیں کہ ان کے لئے وہاں سے گزرنا مشکل ہو رہا تھا ایک چیز جوان دونوں نے محسوس کی وہ جنگل کی گہری خاموشی تھی جنگل کی فضا میں ایک پراسرار جادو بھری خاموشی چھائی ہوئی تھی ہوا بالکل بند تھی اور درختوں کا ایک پتا تک بھی نہیں ہل رہا تھا۔

ناگ نے کہا۔

بڑا پراسرار جنگل ہے۔ مجھے تو یہ جنگل بدروحوں کا مسکن معلوم ہوتا ہے

۔

عنبر نے چاروں طرف دیکھ کر کہا۔

محسوس مجھے بھی ایسا ہی ہو رہا ہے مگر اس قسم کے جنگل ان علاقوں میں

نہیں ہوا کرتے۔

تو کیا یہ کوئی جادو کا جنگل ہے۔

جادو کا جنگل ہمارے سامنے زیادہ دیر تک اپنا جادو قائم نہیں رکھ سکتا یہ

سچ مچ کا جنگل ہے ہاں میرا خیال ہے کہ یہاں بدروحیں ضرور رہتی

ہیں مجھے کبھی کبھی ان کی پراسرار سرگوشیاں سنائی دیتی ہیں۔

ناگ نے فضا میں سونگھ کر کہا۔

کیا ہم کسی بدروح کو بلا کر اس سے بات کریں۔؟

اس کی کیا ضرورت ہے بدروح بے چاری خود پریشان ہوتی ہے خود

بھٹک رہی ہوتی ہے وہ ہمیں کیا بتائے گی بھلا جو کچھ بتانا تھا وہ کنیز کارمیلا کی نیک روح ہمیں بتا چکی ہے۔

اسی طرح باتیں کرتے ہوئے وہ دونوں دوست جنگل کے ایک گھنے حصے میں پہنچ گئے اب انہیں اس کھنڈر کی تلاش تھی جس کا نشان کارمیلا کی روح نے بیان کیا تھا اور جہاں اس کی بشارت کے مطابق ماریا دو روز پہلے پہنچ کر چھپا دی گئی ہو گی یہاں جنگل اس قدر گھنا تھا کہ ہر طرف ہلکا ہلکا اندھیرا پھیلا ہوا تھا انہیں راستہ بنانے میں بڑی دشواری ہو رہی تھی ہر طرف خاردار جھاڑیوں کے جھنڈ اور کھجور کے درخت کھڑے تھے کھنڈر کا کہیں نشان تک دکھائی نہیں دے رہا تھا۔

عنبر نے حیرانی سے پوچھا۔

وہ کھنڈر کہاں ہے۔؟

کہیں ایسا تو نہیں کہ کارمیلا کی روح کو مغالطہ لگا ہو۔

عنبر نے کہا۔

ایسا ہرگز نہیں ہوسکتا۔

ہم غلطی کھا سکتے ہیں مگر ایک نیک انسان کی روح غلطی نہیں کھا سکتی اس نے ہمیں ٹھیک اشارہ بتایا ہے کھنڈر یہیں کہیں جنگل میں موجود ہے ہمیں اس کی تلاش جاری رکھنی چاہیے۔

ناگ بولا۔

اس کے علاوہ یہاں کوئی ایسا بھی نشان نہیں مل رہا جس سے ظاہر ہو کہ یہاں سے سپاہی ماریا کو لے کر گزرے ہیں۔

عنبر کہنے لگا۔

دوست! تمہیں ناامید نہیں ہونا چاہیے ماریا ان لوگوں کے پاس کھنڈر میں موجود ہے ہمیں صرف خاموشی سے کھنڈر کو تلاش کرنا چاہیے اور بس............ باقی کام خود بخود ہو جائے گا۔

لیکن کھنڈر کے گرد دشمن ضرور چوکی پہرہ دے رہا ہوگا۔

دوست ایک بار ہم وہاں پہنچ گئے تو پھر ماریا کو وہاں سے نکالنا زیادہ مشکل نہ ہوگا۔

ایک بڑا سا خرگوش ان کے آگے سے پھدکتا ہوا گزر گیا چلتے چلتے وہ جنگل کے درمیان ایک چھوٹی سی جھیل پر پہنچ گئے یہ جھیل سبز رنگ کے پانی کی تھی جس کی سطح پر گہرے سبز رنگ کی کائی جمی ہوئی تھی جگہ جگہ کاہی کے جھنڈ اس پر جھکے ہوئے تھے عنبر نے کہا کہ کھنڈر ضرور یہیں کہیں ہوگا ناگ بولا۔

کم بختوں نے خوب ڈھونڈ کر جگہ نکالی ہے اس سے زیادہ محفوظ جگہ بھلا اور کون سی ہوگی انہوں نے تو بڑی ٹھیک جگہ چنی ہے۔

عنبر اور ناگ نے کھنڈر کی تلاش شروع کر دی وہ تھک کر چور ہو گئے تھے اور انہیں پیاس بھی محسوس ہو رہی تھی گھوڑوں سے اتر کر انہوں نے

گھوڑوں کو ایک درخت کے ساتھ باندھا انہیں بھی پانی پلایا اور خود بھی پانی پیا پھر زیتون کے درختوں تلے سائے میں بیٹھ کر سوچنے لگے کہ کھنڈر کہاں ہو سکتا ہے۔

وہ کھنڈران کے عقب میں ایک گھنے درخت کے سائے میں تھا مگر اس وقت ابھی ان کی نگاہ نہیں گئی تھی .... ماریا اس کھنڈر میں پہنچا کر چھپا دی گئی تھی چار خونخوار قسم کے حبشی غلام وہاں پہرہ دے رہے تھے ویسے بھی اس جگہ چڑی بھی پر نہ مار سکتی تھی اس کھنڈر میں کبھی کسی کا گزر نہ ہوا تھا ماریا کھنڈر کے نیچے نیم روشن راہداری سے ہو کر ایک ایسی کوٹھڑی میں پہنچا دی گئی تھی جہاں دیواروں میں کوئی کھڑکی اور کوئی روشن دان نہیں تھا بس ایک سوراخ تھا جس کے آگے لوہے کا زنگ خوردہ جنگلہ لگا تھا اسی جنگلے کو ہٹا کر ماریا کو کوٹھڑی میں دھکیل دیا گیا تھا اور پھر دوبارہ جنگلہ چڑھا دیا گیا تھا وہ حبشی غلام ننگی تلواریں اور تیر کمان

لئے اس راہداری میں پہرہ دے رہے تھے اور دو حبشی غلام کھنڈر کے باہر پہرے پر چھپ کر بیٹھے ہوئے تھے کچھ دیر آرام کرنے کے بعد عنبر نے کہا۔

میرا خیال ہے کہ ہم کھنڈر کے قریب پہنچ چکے ہیں اب ہمیں بڑا ہوشیار رہنے کی ضرورت ہے۔

اگر یہ بات ہے تو پھر ہمیں گھوڑوں کو اسی جگہ چھوڑ کر چھپ کر کھنڈر کا سراغ لگانا ہوگا دشمن کو ہماری ذرا سی بھی آہٹ مل گئی تو وہ چوکس ہو جائے گا تم ہلاک نہیں کیے جا سکتے مگر تلوار کا ایک ہی وار میرا کام تمام کر سکتا ہے۔

عنبر نے کہا۔

ناگ دوست مجھے اتنا تو بتا دو کہ اگر خداوند نہ کرے کہ تم کو دشمن کی تلوار کاٹ کر رکھ دے تو پھر تم واقعی مر جاؤ گے یا کچھ دیر بعد پھر زندہ ہو جاؤ

گے۔

ناگ نے مسکرا کر کہا۔

اگر میں سانپ کی شکل میں یا انسان کی شکل میں ہلاک کر دیا جاؤں تو تم پر لازم ہے کہ میری لاش کو اسی وقت اٹھا کر کسی محفوظ جگہ پر لے جاؤ اور لکڑی کے ایک صندوق میں زیتون کے پتے بچھا کر بند کر دو ہر روز صبح و شام صندوق کھول کر میری لاش کو ہربل سلگا کر دھونی دو ایک ہفتہ تک یہ عمل جاری رکھنے کے بعد صندوق کو بند کر دو اور ایک مہینے سے پہلے مت کھولو۔ ایک مہینے کے بعد جب تم صندوق کھولو گے تو مجھے صندوق کے اندر زندہ پاؤ گے۔

عنبر نے پوچھا۔

اور اگر اتفاق سے میں صندوق نہ کھول سکا تو کیا ہوگا۔؟

ناگ نے کہا۔

اگر تم صندوق نہ کھول سکو گے تو میں صندوق کھول کر اپنے آپ باہر آجاؤں گا لیکن میری لاش کو صندوق بند کر کے ہر بل سلگانا شرط ہے اگر ایسا نہ کیا گیا تو میں اس دنیا میں دوبارہ واپس نہ آ سکوں گا۔

عنبر نے کہا۔

یہ اچھا کیا کہ تم نے مجھے بتا دیا ورنہ میں انجان ہی تھا اب کم از کم میرے ہوتے تم مر نہیں سکو گے۔

ناگ بولا۔

ویسے بھی جب کوئی شخص مجھ پر حملہ کرنے والا ہوتا ہے تو مجھے ایک خفیہ طاقت خبردار کر دیتی ہے اور میں حملے سے محفوظ ہو جاتا ہوں سانپ کی شکل میں مجھ میں بڑی پھرتی آجاتی ہے اور میں دشمن کے ہر حملے سے بچ سکتا ہوں انسان کے روپ میں میں سست ہو جاتا ہوں اس لئے تمہیں کہہ رہا تھا کہ اگر حملہ ہوا تو مجھے ضرور خبردار کر دینا۔

فکر نہ کرو۔ تم پر حملہ کرنے والے کو میں خود ہلاک کر دوں گا۔

اس کے بعد دونوں دوست جھیل کنارے سے نکل کر ساتھ والے جنگل میں کھنڈر کی تلاش میں آگے بڑھنے لگے اپنے گھوڑے انہوں نے وہیں چھوڑ دیئے تھے جنگل میں ایک سناٹا چھایا ہوا تھا کمال کی بات یہ تھی کہ کسی جنگل سے پرندے کے بولنے کی آواز بھی نہ سنائی دے رہی تھی سچ وہ کوئی بدروحوں کا جنگل تھا جہاں بدروحوں اور بھوتوں کے ڈر سے جانور اور پرندے بھی بھاگ گئے تھے۔

اچانک ایک جھاڑی میں سے سیاہ رنگ کا ناگ اپنا پھن پھیلا کر عنبر کے سامنے کھڑا ہو گیا عنبر نے بڑے غور سے اس کی طرف دیکھا ناگ اس کے پیچھے پیچھے چلا آ رہا تھا اس نے ابھی سانپ کو نہیں دیکھا تھا کالے سانپ نے عنبر کے سامنے جھومنا شروع کر دیا اور ڈسنے کی تیاری کرنے لگا عنبر بالکل نہ گھبرایا کیونکہ اسے معلوم تھا کہ سانپ

اسے ڈس بھی لے تو اس کا کچھ نہیں بگڑے گا وہ اسی طرح سانپ کے سامنے کھڑا مسکراتا رہا سانپ نے لپک کر عنبر کے ہاتھ پر ڈس دیا عنبر نے اسی وقت دوسرے ہاتھ سے سانپ کو پکڑ کر قابو میں کر لیا سانپ بڑا حیران ہوا کہ اسکے ساتھ کیا ہو رہا ہے اس نے آج تک جس شخص کو بھی کاٹا تھا وہ آناً فاناً گر کر مر گیا تھا یہ شخص نہ صرف زندہ تھا اور اس پر اس کے خطرناک زہر کا ہی اثر نہیں ہوا تھا بلکہ الٹا اس نے اسے قابو میں کر لیا تھا۔

اتنے میں عنبر کا دوست ناگ بھی وہاں پہنچ گیا اس نے عنبر کے ہاتھ میں ایک سیاہ پھن دار سانپ دیکھا تو پوچھا۔

یہ کم بخت کدھر سے آ گیا؟

عنبر نے کہا۔

اس نے میرے ہاتھ پر ڈس دیا ہے۔

ناگ بولا۔

اس کی یہ ہمت ادھر لاؤ اسے۔

ناگ سانپ کی طرف بڑھا تو یکا یک سانپ کا پھن سکڑ گیا اس کا سارا جسم کانپنے لگا اور وہ عنبر کے ہاتھ میں لرز اٹھا سانپ نے محسوس کر لیا تھا کہ جو شخص اس کی طرف بڑھ رہا ہے وہ سانپوں کا شہزادہ سانپ ہے ناگ نے آگے بڑھ کر سانپ کو اپنی گرفت میں لے لیا اور کہا۔

تمہاری یہ ہمت کہ تم نے میرے دوست پر حملہ کرنے کی جرات کی کیا تمہیں معلوم نہیں تھا کہ اس جنگل میں میں بھی اپنے دوست کے ساتھ آرہا ہوں۔

سانپ میں اتنی طاقت نہیں تھی کہ وہ جواب دے سکے لیکن وہ کانپ رہا تھا لرز رہا تھا یوں لگتا تھا کہ اس پر غشی طاری ہونے والی ہے سانپ ناگ کی ساری باتیں سن کر سمجھ رہا تھا مگر ان باتوں کا جواب نہیں دے

سکتا تھا ناگ نے کہا۔

تمہاری سزا یہی ہے کہ اب تو میرا غلام بن کر میرے ساتھ چلے گا اور تمہیں اچھی طرح معلوم ہے کہ تو میری اجازت کے بغیر یہاں سے بھاگ نہیں سکے گا کیونکہ میں نے تمہیں اپنا غلام بنا لیا ہے۔اور سانپ شہزادے کا غلام سانپ بھاگنے کی کوشش کرتا ہے تو اپنے آپ جل کر راکھ ہو جاتا ہے چلو میرے ساتھ ساتھ سیاہ کوبرا سانپ ناگ کے ساتھ ساتھ چلنے لگا عنبر نے کہا۔

یار اس مصیبت کو ساتھ کیوں کر لیا ہے۔؟

ناگ نے کہا۔

میں اس سے خطرناک کام لوں گا اس میں اگر یہ مر بھی گیا تو مجھے اسکی پرواہ نہیں ہوگی کیونکہ اس نے تمہیں مارنے کی کوشش کی تھی۔

اس کو معاف نہ کردیں۔

ہرگز نہیں۔ ہماری دنیا میں معافی نام کی کوئی چیز نہیں ہے ہر گناہ کرنے والے کو اس کی سزا ضرور مل کر رہتی ہے اس نے ایک زبردست اصول توڑا ہے میرے ساتھ والے کسی دوست کو کوئی سانپ ہلاک کرنے کی کوشش نہیں کر سکتا اس لئے اس کو سزا ضرور ملے گی۔

جیسے تمہاری مرضی۔

اب دونوں دوست کو برا سانپ کو ساتھ لے کر جنگل میں بڑھنے لگے گہری خاموشی میں ایک ہلکی سی چیخ کی آواز گونجی عنبر نے مسکرا کر ناگ کی طرف دیکھا اور کہا۔

یہ کسی بدروح کی آواز تھی شاید وہ مجھے آنے والے خطرے سے آگاہ کرنے آئی تھی یا شاید مجھ سے ڈر کر دوسری بدروحوں کو خبردار کرنے گئی ہے۔

ناگ نے ایک طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

وہ دیکھو عنبر وہ کیا ہے۔
یہی تو وہ کھنڈر ہے جس کی نشانی کارمیلا کی روح نے بتائی تھی مگر یہ تو کسی برباد قلعے کی طرح ہے۔؟ ہاں ایسے ہی لگتا ہے اس جگہ ماریا قید ہے ہمیں بڑی احتیاط کے ساتھ وہاں پہنچنے کی کوشش کرنی چاہیے۔
دونوں دوست جنگل کے درمیان میں سے ہو کر اس کھنڈر کی طرف بڑھنے لگے یہ جگہ ایک دہشتناک اور ویران تھی وہ درختوں کے پیچھے چھپ کر کھنڈر کو دیکھنے لگے اس کھنڈر پر نحوست اور ویران کے سائے تھے خود کھنڈر کوئی بھوت معلوم ہو رہا تھا جو جنگل میں سر جھکائے بیٹھا رو رہا ہو انہیں ایک حبشی نظر آیا جو کھنڈر کے اوپر والے پتھروں کے پیچھے سے نکل کر نیچے آیا اور درخت کی ایک جھاڑی توڑ کر پھر اوپر پتھروں کے پیچھے جا چھپا اس کے پہلو میں تلوار لٹک رہی تھی اور کندھے پر تیر کمان تھا عنبر نے کہا کھنڈر کے باہر سخت پہرہ ہے۔

بدروحوں کا مسکن

ہمیں ہر قیمت پر کھنڈر میں جا کر معلوم کرنا ہوگا۔ کہ اندر کیا ہے۔ اگر دشمن کو معلوم ہو گیا کہ ہم پہنچ گئے ہیں تو وہ ماریا کو ٹھکانے لگا دیں گے اس کے لئے ہمیں بہت چوکس ہو کر آگے بڑھنا ہوگا

ایک حبشی کھنڈر کے اوپر چھپا ہوا ہے میرے خیال میں نیچے اور بھی حبشی پہرہ دے رہے ہوں گے۔

میں اسے کالے ناگ سے مدد لیتا ہوں۔

ناگ نے کالے سانپ کو حکم دیا فوراً کھنڈر کی طرف جاؤ اور پتھروں کے پیچھے جو حبشی چھپا بیٹھا ہے اس کو موت کی نیند سلا دو۔

کالا سانپ حکم پاتے ہی کھنڈر کی طرف روانہ ہو گیا ادھر ناگ اور عنبر

چھپ کر بیٹھ گئے اور دیکھنے لگے کہ کیا تماشا ہوتا ہے۔

سانپ رینگ رینگ کر آگے بڑھتا چلا گیا وہ کھنڈر کے پاس پہنچ گیا یہاں اس نے سیدھا اوپر چڑھنے کی بجائے پیچھے سے آگے جانے کا فیصلہ کرلیا اور ایک گری ہوئی پرانی دیوار کے اوپر ہو کر ان پتھروں کی طرف رینگنے لگا جس کے پیچھے حبشی چھپا بیٹھا تھا اور درخت کی شاخ سے زمین پر لکیریں بنا رہا تھا کالا سانپ بالکل اس کے پیچھے پہنچ گیا۔

وہ ناگ کے حکم پر آگے بڑھ رہا تھا۔ناگ کا حکم بجا لانا اس کا فرض تھا۔اگر وہ ذرا سا بھی حکم سے پھر جائے تو وہ وہیں جل کر راکھ ہو سکتا تھا۔کالے سانپ نے پیچھے رک کر حالات کا جائزہ لیا۔حبشی کی پیٹھ اسکی طرف تھی حبشی کو بالکل معلوم نہ تھا کہ ایک زہریلا اور بڑا ہی خطرناک سانپ اس کے پیچھے موت بن کر پہنچ گیا ہے۔کالے سانپ نے دیکھتے ہی دیکھتے اپنا پھن پھیلایا اور تن کر کھڑا ہو گیا اب وقت

بہت کم تھا دیر کرنے کا مطلب یہ تھا کہ حبشی کے نظر اس پر پڑ سکتی تھی اور وہ تلوار کے ایک ہی وار سے اس کے دو ٹکڑے اڑا سکتا تھا۔ سانپ نے ایک جھٹکا کھایا اور لپک کر حبشی کی گردن پر ڈس دیا۔

حبشی نے مڑ کر دیکھا اور اس کے منہ سے ایک چیخ نکل گئی۔

چیخ عنبر اور ناگ نے بھی سنی۔ جنگل کی خاموشی میں چیخ گونج گئی۔ اس آواز پر نیچے سے ایک اور حبشی پتھروں سے نکل کر اوپر کی طرف بھاگا۔ مگر اس دوران میں پہلے حبشی کا کام تمام ہو چکا تھا۔ وادی اردن کے اس کوبرا سانپ نے دوسرے حبشی پر حملہ کیا تو وہ خبر دار ہو گیا۔ دوسرے حبشی نے تلوار کھینچ کر پر ماری۔ مگر سانپ فوراً ایک طرف ہٹ گیا۔ حبشی اس پر لپکا اب سانپ اپنی زندگی کے بچاؤ کی جنگ لڑنے لگا۔ وہ ایک درخت پر چڑھ گیا دوسرے حبشی نے کمان میں تیر جوڑ کر اس پر چلایا۔ تیر خطا گیا سانپ نے وہیں سے حبشی پر

چھلانگ لگائی اور اسکی گردن کے گرد بل ڈال کر اس کے چہرے پر ڈس لیا۔ دوسرا حبشی ہاتھوں سے زور لگا کر سانپ کو خود سے الگ کرتا ہی رہ گیا اور زہر نے اپنا کام کر دیا اس کے بدن سے خون جاری ہو گیا۔ جسم جگہ جگہ سے پھٹ گیا اور وہ بھی پہلے حبشی کی طرح مردہ ہو کر زمین پر گر پڑا۔

اپنا مشن پورا کرنے پر کالا کوبرا حبشی کی گردن سے اتر کر واپس ناگ شہزادے کی طرف روانہ ہو گیا۔ دونوں حبشیوں کو گرتے اور مرتے عنبر نے دیکھ لیا تھا اس کے راستے کا بہت بڑا کانٹا صاف ہو گیا تھا اب کھنڈر کے اندر جانے کا راستہ بالکل صاف تھا خوش قسمتی کی بات یہ ہوئی تھی کہ اندر کھنڈر میں پہرہ دینے والوں کو کچھ خبر نہ ہوئی تھی کہ باہر کیا قیامت گذر گئی ہے۔ اتنے میں کالا کوبرا وہاں پہنچ گیا اس نے ناگ کے سامنے آ کر اپنا سر زمین کے ساتھ لگا دیا۔

ناگ اس کی طرف دیکھ کر مسکرایا اور بولا۔

”شاباش! تم نے اپنا فرض پوری محنت سے پورا کر دیا میں تم سے خوش ہوں۔ اور اسی خوشی میں تم کو آزاد کرتا ہوں۔ اب تم جا سکتے ہو۔ کالے ناگ نے جھک کر ناگ کے پاؤں پر اپنا سر رکھا اور پھر خاموشی سے رینگتا ہوا واپس جنگل میں گم ہو گیا۔ عنبر نے کہا۔

اب ہمیں کھنڈر کے اندر جانے کی کوشش کرنی چاہیئے۔

میرے خیال میں ہم دونوں کا ایک ساتھ وہاں جانا ٹھیک نہیں۔

پہلے میں جاتا ہوں..............“

نہیں تم میرے بعد آنا۔ پہلے میں جاتا ہوں۔

جیسے تمہاری مرضی دوست۔

عنبر نے ناگ کو اسی جگہ جنگل میں چھوڑا اور خود زمین کے ساتھ کہنیوں کے بل رینگ کر کھنڈر کی طرف بڑھنا شروع کر دیا۔

کھنڈر کے منہ پاس جا کر وہ رک گیا۔ اسے ہوا میں کچھ سرگوشیاں سی سنائی دیں اسے محسوس ہوا جیسے بدروحیں اس سے بات کرنے کی کوشش کر رہی تھیں یا جیسے اسے کسی بات سے خبردار کر رہی ہوں۔ عنبر نے بدروحوں کی سرگوشیوں پر کوئی دھیان نہ دیا اور رینگتا ہوا کھنڈر کے منہ کے پاس آ گیا اسے اتنا معلوم تھا کہ کھنڈر کے اندر کوئی غار ہے اور ماریا کو ڈاکوؤں نے غار کے اندر کہیں چھپایا ہوگا۔ ظاہر ہے کھنڈر کے منہ پر کوئی نہ ہوگا پہرے دار وہاں جو حبشی تھا وہ ہلاک ہو چکا تھا۔

عنبر نے دل میں دعا مانگی اور بڑی خاموشی سے رینگتا ہوا کھنڈر کے منہ کے اندر داخل ہو گیا کھنڈر کی چھت اونچی تھی اور اندر ٹھنڈا ٹھنڈا اندھیرا چھایا ہوا تھا۔ عنبر کو مردہ مچھلیوں کی بو محسوس ہوئی وہ دیوار کے ساتھ لگ کر کھڑا ہو گیا اور پھونک پھونک کر قدم اٹھاتا ہوا آگے بڑھنے لگا۔ کچھ دور آگے جا کر وہ اندھیری راہداری میں داخل ہو گیا۔ جس کی

چھت نیچی تھی اور چھت کی بوسیدہ کڑیوں کے ساتھ جالے لٹک رہے
تھے بے خیالی سے عنبر کا پاؤں ایک پتھر سے ٹکرا گیا پتھر لڑھک کر
سامنے والی دیوار سے جا ٹکرایا۔

وہ وہیں کا وہیں سانس روک کر کھڑا ہو گیا۔

پتھر کے لڑھکنے کی آواز باقی چار حبشیوں نے سن لی تھی یہ حبشی ماریا کی
کوٹھڑی کے باہر زمین پر بیٹھے اپنی تلواریں صاف کر رہے تھے آواز
سن کر وہ چونکنے ہو گئے۔انہوں نے ایک دوسرے کی طرف دیکھا اور
ہاتھ کی انگلی سے ایک دوسرے کو خاموش رہنے کا اشارہ کیا پھر چاروں
وہاں سے اٹھے اور دبے پاؤں جدھر سے آواز آئی تھی ادھر کو چل
پڑے۔تھوڑی دور جا کر انہوں نے راہداری کے اندھیرے میں دیکھا
کہ ایک نوجوان پھونک پھونک کر قدم اٹھاتا ہوا دیوار کے ساتھ لگا
آگے بڑھ رہا ہے۔چاروں حبشی چوکس ہو گئے اور ادھر ادھر پھیل

گئے۔ اگر وہ عنبر پر حملہ کر دیتے جیسا کہ انہوں نے سوچا تھا تو عنبر ان سب کو جان سے مار ڈالتا لیکن عنبر کی بد قسمتی اور ان حبشیوں کی خوش قسمتی یہ ہوئی کہ عنبر کو دیوار کے ساتھ ایک جگہ ایک سوراخ دکھائی دیا۔ وہ یہ سمجھا کہ ماریا کو ضرور اسی جگہ قید رکھا گیا ہے یا وہ دیکھنے کے لئے کہ اندر ماریا موجود ہے یا نہیں اس کھوہ کے اندر چلا گیا۔

حبشیوں نے جب یہ دیکھا کہ دشمن کھوہ کے اندر چلا گیا ہے تو وہ لپک کر کھوہ کے اوپر چڑھ گئے اور وہاں سے انہوں نے کھٹکا کھینچ کر دھڑام سے لوہے کی موٹی موٹی سلاخوں والا جنگلہ کھوہ کے منہ کے آگے گرا دیا۔ عنبر نے چونک کر اپنے پیچھے دیکھا وہ کھوہ میں قید ہو کر رہ گیا تھا اس نے سلاخوں کو دونوں ہاتھوں سے پکڑ کر زور سے اپنی طرف جھنجھوڑا مگر وہ اس قدر مضبوط تھیں کہ اپنی جگہ سے ٹس سے مس نہ ہوئیں۔ اس سے زیادہ عنبر کچھ نہیں کر سکتا تھا وہ بے بس سا ہو کر ایک پتھر پر بیٹھ

گیا۔ اتنے میں چاروں حبشی اس کے سامنے سلاخوں کے پاس آ کر کھڑے ہو گئے۔ ایک بھاری بھر کم حبشی نے پوچھا۔

تم کون ہو؟ یہاں کیا لینے آئے تھے۔

عنبر نے کہا۔

میں جڑی بوٹیوں اور ہیروں کی تلاش میں ادھر آ نکلا تھا تم لوگوں نے مجھے قید کیوں کر دیا ہے؟ میرا کیا قصور ہے؟ مجھے آزاد کرو نہیں تو میں بادشاہ کے دربار میں تمہاری شکایت کروں گا۔

حبشی اپنے سفید سفید دانت نکال کر ہنسا۔

تم جھوٹ بولتے ہو تم کسی اور شے کی تلاش میں یہاں آئے تھے خیر اب تم ساری زندگی یہاں سے باہر نہ نکل سکو گے۔

اب اسی غار کے اندر تمہاری قبر بنے گی۔

ایکا ایکی بھاری بھر کم حبشیوں نے جوان کا سردار معلوم ہوتا تھا تعجب

کے ساتھ کہا۔

لیکن یہ شخص اندر کس طرح آ گیا باہر پہرے دار کہاں چلے گئے فورا جا کر معلوم کرو باہر کے لوگ کہاں مر گئے ہیں۔

دو حبشی باہر کی طرف لپکے عنبر سمجھ گیا کہ انہیں باہر دونوں حبشیوں کی لاشوں کے سوا کچھ نہیں ملے گا اور یہی ہوا تھوڑی ہی دیر بعد دونوں ہی حبشی بدحواس ہو کر بھاگتے ہوئے اندر آ گئے اور بولے۔

سردار دونوں پہرے دار مرے پڑے ہیں ایسے لگتا ہے جیسے انہیں کسی سانپ نے ڈس لیا ہے۔

دونوں کو ایک ہی سانپ نے ڈس دیا یہ کیسے ہو سکتا ہے مجھے چل کر دکھاؤ۔

بھاری بھرکم سردار حبشیوں کے ساتھ باہر آ گیا اس نے دیکھا کہ دونوں حبشی مرے پڑے تھے اور ان کی لاشیں زہر کی وجہ سے پھٹ گئی

تھیں ۔اس نے کہا۔

معلوم ہوتا کہ کسی زہریلے سانپ نے اسے کاٹ کھایا ہے ۔تم لوگ اندر قیدی کی نگرانی کرو اگر وہ بھاگنے کی کوشش کرے تو اسے فوراً قتل کر دو ۔میں کپتان کو صورت حال کے بارے میں آگاہ کرنے جارہا ہوں۔

تین حبشی واپس غار میں چلے گئے اور سردار حبشی گھوڑے پر سوار ہو کر دوسری طرف نکل گیا۔یہ سارا تماشا ناگ درختوں کے پیچھے چھپا بیٹھا دیکھ رہا تھا اسے یہ تو اچھی طرح علم ہو گیا تھا کہ حبشی اپنے ساتھیوں کی لاشوں کو دیکھ کر پریشان ہو گئے ہیں اور بھاری بھرکم حبشی کسی کو خبر کرنے گیا ہے مگر اس کی سمجھ میں یہ نہیں آرہا تھا کہ عنبر کہاں جا کر گم ہو گیا ہے وہ کتنی ہی دیر درختوں کے پیچھے چھپا بیٹھا انتظار کرتا رہا کہ عنبر باہر آئے تو اسے بتائے کہ ماریا وہاں قید ہے یا نہیں مگر شام ہو گئی اور

عنبر غار سے نہ نکلا اب وہ پریشان ہو گیا کہیں عنبر کو ان حبشیوں نے پکڑ تو نہیں لیا لیکن عنبر تو ان کا مقابلہ کر کے آزاد ہو سکتا تھا۔ تو پھر اسے کہیں کسی گہرے کھڈ میں گرا تو نہیں دیا گیا؟

ناگ اسی سوچ میں گم پریشان ہو رہا تھا کہ اسے گھوڑوں کے ہنہنانے کی آواز سنائی دی وہ دبک کر درخت کے تنے کے پیچھے ہو گیا ذرا فاصلے پر اس نے رومن کپتان اور بھاری بھر کم حبشی کو دیکھا دونوں گھوڑوں پر سوار کھنڈر کی طرف جا رہے تھے کھنڈر کے منہ پر جا کر انہوں نے ایک طرف باندھے اور اندر داخل ہو گئے۔

ناگ سوائے خاموشی سے انتظار کرنے کے اور کچھ نہ کر سکتا تھا وہ درخت کے ساتھ ٹیک لگا کر بیٹھ گیا اور سوچنے لگا کہ عنبر کی خیریت کا پتہ کس طرح لگائے اس کے پاس سوائے اس کے کوئی چارہ نہ تھا کہ وہ خود اندر جائے مگر اندر وہ سانپ بن کر ہی جا سکتا تھا کیونکہ اندر آدمی

زیادہ تھے اور ہر ایک کے پاس تلوار تھی اگر وہ کسی درندے کی شکل میں اندر جائے تو پھر بھی خطرہ تھا کہ اسے اندر گھیر کر شدید زخمی کر دیا جائے ہاتھی بن کر اس لئے اندر نہیں جا سکتا تھا کہ کھنڈر کا منہ بہت چھوٹا تھا اور اندر داخل نہیں ہو سکتا تھا۔

سب سے زیادہ پریشان کرنے والی بات یہ تھی کہ اسے معلوم ہی نہیں تھا کہ عنبر کس حال میں ہے آیا وہ دشمنوں کی قید میں ہے یا دشمنوں سے بچ کر کہیں چھپ گیا ہے اور مناسب وقت کا انتظار کر رہا ہے ناگ شش و پنج میں پڑ گیا۔ اس کی سمجھ میں نہیں آ رہا تھا کہ وہ غار کے اندر جائے یا وہیں بیٹھ کر عنبر کی راہ دیکھے۔

بہر حال وہ مجبور ہو گیا تھا کہ کچھ دیر اسی جگہ عنبر کا انتظار کرے۔

دوسری طرف رومن کپتان حبشی سردار کے ساتھ غار کے اندر گیا اور اس نے عنبر کو دیکھا تو فوراً اسے پہچان گیا اس نے قہقہہ لگا کر کہا۔

مجھے ہرگز یقین نہیں آسکتا تھا کہ تم ماریا کی تلاش میں اس اجاڑ اور وحشتناک جنگل میں بھی آجاؤ گے بہر حال اب تم آگئے ہو تو یقین رکھو یہاں سے ساری زندگی واپس نہ جاسکو گے۔

عنبر نے کہا۔

رومن کپتان ! تم نے ماریا کو اغوا کر کے بہت برا کیا مجھے یہ بتاؤ کہ ماریا کا باپ کہاں ہے؟

رومن کپتان نے کہا۔

اس کو ہم نے کل ہی مار ڈالا ہے اور اس کی لاش اسی جنگل میں دبا دی گئی ہے یہی حشر ہم تمہارا کریں گے۔

تمہیں بھی ہم قتل کر کے تمہاری لاش زمین کے اندر دبا دیں گے کسی کو کانوں کان خبر نہ ہوگی کہ اب تم اس دنیا میں نہیں ہو۔

عنبر نے کہا۔

میری بات چھوڑو تم۔ تم مجھے کیا مار سکو گے مگر ماریا کے بے گناہ باپ کو تم نے مار کر اچھا کام نہیں کیا۔ وقت آئے گا کہ تمہیں اس قتل کا حساب دینا پڑے گا۔

رومن کپتان مکروہ قہقہہ لگا کر ہنس پڑا۔

تم ایک معمولی آدمی ہو اور باتیں بڑی بڑھ چڑھ کر کر رہے ہو شاید تمہیں احساس نہیں کہ تم طاقتور کپتان کے آگے بات کر رہے ہو۔ میں نے جنگلوں میں سینکڑوں آدمیوں کو جان سے مارا ہے میرے لئے تمہیں مار دینا کوئی بڑی بات نہیں اور پھر جبکہ تم میرے دشمن ہو تمہاری وجہ سے میرے سپاہیوں کے سامنے اس روز سخت بے عزتی ہوئی تھی میں تم سے بھی اپنی بے عزتی کا انتقام لینا چاہتا تھا۔ اچھا ہوا کہ تم اپنے آپ ہی آ گئے ورنہ مجھے تمہیں بھی اغوا کروانا پڑتا ......میرا خیال ہے اب تمہیں اپنی موت کے لئے تیار ہو جانا

چاہئے۔

عنبر نے کہا۔

اے رومن کپتان !تو ایک نہایت ہی احمق فوجی ہے تجھے اتنا بھی معلوم نہیں کہ تو مجھ سے نہیں اپنی آنے والی موت سے بات کر رہا ہے اگر تو اس دنیا میں کچھ دیر رہنا چاہتا ہے تو فوراً مجھے اور ماریا کو رہا کر دے نہیں تو تم بہت بے دردی سے ہلاک کر دیئے جاؤ گے۔ تمہارا جسم نیلا پڑ جائے گا .... تمہارے کانوں اور منہ سے خون جاری ہو جائے گا اور تمہارا سارا بدن پھٹ جائے گا۔

اس بد بخت کو کوڑے مار مار کر لہولہان کر دو۔

رومن کپتان نے چیخ کر کہا۔ حبشی کوڑے لے کر آگے بڑھے اور انہوں نے عنبر کے جسم پر برسانے شروع کر دیئے۔ مگر وہاں تو گویا کسی شہ کا اثر ہی نہیں ہو رہا تھا حبشی تھک گئے رومن کپتان حکم دے کر چلا گیا

تھا۔

سردار حبشی نے جب دیکھا کہ عنبر کے بدن پر اتنے کوڑے لگنے کے باوجود خون کا ایک قطرہ بھی نہیں نکلا تو وہ کچھ حیران سا ہو گیا۔ وہ کبھی کوڑے کی طرف اور کبھی عنبر کے جسم کی طرف دیکھتا تھا وہاں زخموں کے نشان ضرور پڑ گئے تھے مگر خون نہیں بہہ رہا تھا۔ سردار نے کہا۔

چھوڑ دو اسے کم بخت کے جسم کا خون بھی خوف کی وجہ سے جم گیا ہے۔

عنبر کو اکیلے غار میں چھوڑ کر وہ لوگ وہاں سے چلے گئے۔ عنبر چپ چاپ پتھروں پر بیٹھ گیا اور ناگ اور ماریا کے بارے میں سوچنے لگا۔ پھر وہ ماریا کے باپ کی موت پر افسوس کرنے لگا۔ جس کو رومن کپتان کے سپاہی اس کی عدم موجودگی میں قتل کر آئے تھے۔ اس نے سوچا کہ ناگ باہر بیٹھا کیا سوچ رہا ہو گا؟

دیوتا کا بیٹا

ناگ درختوں کے پیچھے بیٹھا عنبر کے باہر نکلنے کا انتظار کر رہا تھا جب کافی دیر ہو گئی تو ناگ نے سوچا کہ وہ کب تک وہاں بیٹھا رہے گا اندر کھنڈر میں چل کر پتہ کرنا چاہئے کہ عنبر کہاں ہے اور اس پر کیا بیت رہی ہے ابھی وہ یہ سوچ ہی رہا تھا کہ اس نے دیکھا کہ کھنڈر میں سے کچھ گھوڑ سوار نکلے اور گھوڑے دوڑاتے جنگل میں غائب ہو گئے۔ ناگ کو یوں لگا جیسے ایک گھوڑے پر ایک لڑکی کو بھی بٹھایا ہوا ہے۔ ان اس کیلئے وہاں بیٹھنا مشکل ہو گیا وہ درختوں اور جھاڑیوں میں سے باہر نکل آیا اور کھنڈر کے پاس آ گیا اس نے اندر جھانک کر دیکھا تو غار

سنسان تھا ایسے لگتا تھا جیسے اندر کوئی نہیں ہے۔ ناگ دبے پاؤں غار کے اندر داخل ہو گیا۔ ویران اور نیم روشن میں سے گزرتے ہوئے اس نے کسی کے قدموں کی چاپ سنی وہ ایک طرف ہو گیا۔ قدموں کی آواز اس سے دور ہوتی چلی گئی۔ یوں محسوس ہوتا تھا جیسے کوئی ساتھ والے برآمدے میں سے گذر کر نکل گیا ہو۔

ناگ چپ چاپ آگے بڑھتا رہا وہ کافی آگے نکل گیا لیکن اسے نہ تو ماریا اور نہ ہی عنبر کو کوئی سوراغ ملا وہ راہداری کا ایک موڑ گھوم رہا تھا کہ چند طاقتور ہاتھوں نے اسے اچانک دبوچ کر ایک گڑھے میں دھکا دے دیا۔ وہ گڑھے میں گر کر اٹھا ہی تھا کہ اوپر سے لوہے کا جنگلا گرا دیا گیا پھر اسے تین حبشیوں کے چہرے نظر آئے جو اوپر سے اسے دیکھ کر ہنس رہے تھے۔

بیٹا !اب یہیں ساری عمر پڑے کر مر کھپ جاؤ گے ہمارا پیچھا کرنے کا یہی

عبرتناک انجام ہوا کرتا ہے۔

یہ سب اتنی جلدی ہوا تھا کہ ناگ سنبھلنے ہی نہ پایا تھا کہ جو وہ گڑھے کے اندر قید کر دیا گیا۔ اس نے بے بسی کے عالم میں ان حبشیوں کو دیکھا جو اس کی بدقسمتی پر مسکرا رہے تھے۔ شاید زندگی میں پہلی بار ناگ نے ایسی حالت میں حبشیوں کی طرف دیکھ کر کہا۔

تمہیں ایک دن اپنی اس شرارت پر پچھتانا پڑے گا آخر تم میرے اور کمسن ماریا کے کیوں دشمن بن گئے ہو۔ تمہیں اس سے کیا مل جائے گا؟ رومن کپتان تمہاری ترقی تو نہیں کر دے گا۔

ایک حبشی نے تنک کر کہا۔

بکواس بند کر اے ذلیل انسان۔

ناگ کو اس حبشی پر بے حد غصہ آ گیا۔ مگر اس نے بڑے صبر سے کام لیتے ہوئے حبشی سے صرف اتنا کہا۔

انسان کیلئے ضروری ہے کہ وہ برے سے برے حالات ، میں بھی اخلاق کا دامن ہاتھ سے نہ چھوڑے تم نے مجھ سے بدزبانی کرکے کوئی اچھے اخلاق کا ثبوت نہیں دیا۔

اس کے جواب میں حبشیوں نے سلاخوں میں سے اس کے اوپر پتھر برسائے۔ ناگ سمٹ کر کونے میں ہو گیا پھر بھی ایک پتھر اس کے کندھے پر آ لگا اس نے اسی وقت فیصلہ کرلیا کہ وہ اس حبشی کو زندہ نہیں چھوڑے گا۔ جس نے اسے گالی دی تھی اور پتھر مارا تھا۔ حبشی ناگ پر ہنستے اور اس کی حالت پر قہقہے لگاتے وہاں سے چلے گئے تھوڑی دیر تک ان کے قہقہوں کی آواز آتی رہی اس کے بعد وہاں گہری خاموشی طاری ہوگئی۔ ناگ سوچنے لگا کہ یہ کیسا کھنڈر ہے یہاں کوئی آواز بھی سنائی نہیں دیتی خیر اس نے سوچا باہر نکل کر پہلے ان حبشیوں سے تو دو دو ہاتھ کرلے اس کے بعد عنبر اور ماریا کو بھی تلاش کرلے گا۔

ناگ نے کالے سیاہ سانپ کی شکل اختیار کی اور دیوار پر سے رینگتا ہوا سلاخوں میں سے ہو کر گڑھے سے باہر آ گیا وہ دیوار کے ساتھ ساتھ رینگتا اس طرف چل پڑا جدھر اسکے خیال میں حبشی گئے تھے۔ نیم تاریک راہداری کا موڑ گھومنے کے بعد اس نے دیکھا کہ ایک کوٹھری کی سلاخوں والی کھڑکی کے باہر دو حبشی بیٹھے آپس میں باتیں کر رہے ہیں سانپ آگے بڑھا تو اسے عنبر دکھائی دیا وہ کوٹھری کے اندر قید میں پڑا تھا......سانپ وہیں ٹھٹھک کر رہ گیا۔

عنبر نے کوٹھی میں سے آواز دی۔

آخر تم لوگوں نے مجھے کیوں قید کر رکھا ہے؟ میرا کیا قصور ہے؟ تم لوگ مجھے آزاد کیوں نہیں کرتے۔ تم نے ماریا کو اغوا کر لیا اس کے باپ کو ہلاک کر دیا اب مجھے کس لئے پکڑ رکھا ہے؟۔

اسی حبشی نے جس نے ناگ کو گالی دی تھی عنبر کو بھی گالی دے کر کہا۔

تم تمہیں زندہ بھون کر کھا جائیں گے۔ہم آدم خود حبشی ہیں۔ہم آج ہی رات تمہیں ہلاک کر کے تیل میں تل کر ہڑپ کر جائیں گے۔

عنبر نے کہا تم ایسا نہیں کر سکو گے اگر اپنی جان کی سلامتی چاہتے ہو تو مجھے آزاد کر دو۔ورنہ تمہاری لاشیں اس غار میں درندوں کی غذا بنیں گی۔

بدتمیز حبشی نے کہا۔

بکواس بند کرو اے کمینے انسان۔

عنبر نے ایک بار پھر اسے خبردار کیا۔

اگر تم لوگوں نے مجھے آزاد نہ کیا تو یاد رکھو تمہارا بھی وہی حشر ہوگا جو غار سے باہر پہرہ دینے والے حبشیوں کا ہوا تھا۔

بدتمیز حبشی نے ایک پتھر اٹھا کر عنبر کی طرف کھینچ مارا پتھر عنبر کی پیشانی پر جا کر لگا مگر ناگ اپنے دوست کی یہ بے عزتی برداشت نہ کر سکا۔اس

نے وہیں غصے میں آ کر اپنا پھن پھیلایا اور بدتمیز حبشی کے عقب میں آگے بڑھنے لگا۔ عنبر نے ناگ کو دیکھ لیا تھا۔

اس نے مسکرا کر کہا۔

اے بدتمیز حبشی! تمہارا آخری وقت قریب آ گیا ہے اگر جان بچانی چاہتے ہو تو دروازہ کھول کر مجھے آزاد کر دو اور اپنی بدتمیزی کی معافی مانگو۔

اس حبشی نے ایک بار پھر عنبر کو برا بھلا کہا اور قہقہہ لگا کر اپنے ساتھی سے بولا۔

میرا خیال ہے کہ ہمیں اس زبان دراز کا کام تمام کر دینا چاہیے۔ ہمیں کپتان کے حکم کا انتظار نہیں کرنا چاہیے۔

ٹھیک ہے اسے ہلاک کر دو تا کہ ہم بھی اس واہیات قسم کی پہرہ داری سے بچ سکیں۔ کپتان آ گئے گا تو کہہ دیں گے کہ اس نے سلاخوں سے

سر ٹکرا کر خودکشی کر لی تھی۔

بدتمیز حبشی اٹھا اور تلوار کھینچ کر عنبر کیطرف دیکھ کر بولا۔

تمہاری زندگی کا آخری وقت آگیا ہے جو دعا کرنی ہے کر لو۔ عنبر غار کے اندر نہیں رہا تھا کیونکہ اس نے ناگ کو سانپ کے روپ میں اسی حبشی کے پیچھے کھڑے ہوتے دیکھ لیا تھا بدتمیز حبشی نے تلوار ایک ہاتھ میں پکڑی اور دوسرے ہاتھ سے سلاخ دار دروازہ کھول کر اندر جانے ہی والا تھا کہ اچانک پیچھے سے سانپ نے لپک کر اسے ڈس دیا۔ حبشی چیخ مار کر زمین پر گر پڑا دوسرے حبشی نے اپنے سامنے پھن پھیلا کر جھومتے ہوئے زہریلے غضبناک سانپ کو دیکھا تو دم دبا کر اس طرح بھاگا کہ پھر پلٹ کر بھی نہ دیکھا سانپ نے دوسرے ہی لمحے انسانی شکل میں آکر عنبر سے پوچھا۔

تم قید میں کیسے آگئے؟ ماریا کہاں ہے؟

بدروحوں کا مسکن

عنبر نے اسے بتایا کہ وہ لوگ رومن کپتان کے حکم سے ماریا کو یہاں سے لے کر خدا جانے کہاں چلے گئے ہیں ناگ نے فوراً کوٹھری کو دروازہ کھول کر عنبر کو باہر نکالا بدتمیز حبشی زمین پر مرا پڑا تھا عنبر اور ناگ باہر نکلنے لگے تو انہیں کھنڈر میں ایک خوف ناک چیخ سنائی دی ۔ ناگ نے پریشان سا ہو کر عنبر کی طرف دیکھا عنبر نے اسے مطمئن رہنے کا اشارہ کیا اور کان لگا کر سننے لگا کہ چیخ کی آواز کدھر سے آئی تھی ۔ دوسری مرتبہ یہ خوفناک آواز ان کو بالکل قریب سنائی دی ۔ ناگ عنبر کے ساتھ لگ کر کھڑا ہو گیا۔

اچانک ان کیسامنے ایک بد روح سیاہ چڑیل کی شکل میں سامنے آ کھڑی ہوئی بدروح نے ایک ہیبت ناک قہقہہ لگا کر عنبر اور ناگ سے کہا۔

میں تم دونوں کا خون پی جاؤں گی ۔ مرنے کیلئے تیار ہو جاؤ۔

ناگ تو بے چارہ ڈر گیا اس نے زندگی میں آج تک چڑیل نہیں دیکھی تھی۔عنبر پر چڑیل کا کوئی اثر نہ ہوا۔وہ اپنی جگہ پر کھڑا گہری نظروں سے چڑیل کو دیکھتا رہا۔بدروح چڑیل کے دانت نوکیلے تھے سر کے بال لمبے لمبے تھے اور سرخ زبان دانتوں سے باہر نکل رہی تھی۔اس کے ناخن تیز اور لمبے تھے وہ اپنے ناخن پھیلا کر عنبر کی طرف بڑھنے لگی عنبر اپنی جگہ سے بالکل نہ ہلا۔جب بدروح عنبر کے بالکل قریب آ گئی تو عنبر نے ایک ہاتھ بڑھا کر چڑیل کی گردن دبوچ لی۔بدروح نے دوسرا ہاتھ عنبر کے سر پر مارا اگر چہ ہاتھ اگر کسی عام انسان پر پڑتا تو دو ٹکڑوں میں تقسیم ہو جاتا۔

لیکن عنبر پر اس ضرب کا کوئی اثر نہ ہوا اس کے جواب میں عنبر نے اپنی گرفت کو مضبوط کر دیا اور بد روح کی گردن کو دبانا شروع کر دیا۔بدروح نے ہر طریقہ آزمایا مگر وہ عنبر کے پنجے سے اپنی گردن نہ

چھڑا سکی۔ بدروح حیران تھی کہ کیسا انسان ہے کہ اس کو قابو میں کرتا چلا جا رہا ہے۔ آخر عنبر نے اس بدروح کو ایک زبردست جھٹکا دے کر زمین پر گرا دیا اور اس کی گردن پر پاؤں رکھ کر بولا۔

سچ بتا تجھے کس نے بھیجا ہے نہیں تو میں ابھی تمہاری گردن دھڑ سے الگ کر دوں گا.........بول.........؟

بدروح نے ہاتھ جوڑ کر کہا۔

اے عظیم طاقتوں والے انسان میری جاں بخشی کر دے میں تمہیں سچ سچ سب کچھ بتا دیتی ہوں۔

عنبر نے اپنا پاؤں بدروح کی گردن سے اٹھا لیا اور کہا۔

بتا وہ کون دشمن ہے جس نے تجھے میرے ہلاک کرنے کیلئے یہاں بھیجا؟۔

بدروح نے کہا۔

اے طاقتور دیوتاؤں کے بیٹے مجھے روی کپتان کے خاص درباری جادوگر سامری نے یہاں بھیجا ہے کہ میں تمہیں قتل کردوں اور تمہارا خون پی جاؤں۔ لیکن یہاں آ کر مجھے معلوم ہوا ہے کہ میں ایک ایسے آدمی کو ہلاک کرنے آئی ہوں جو طاقت اور جادو میں مجھ سے بڑھ کر ہے........اے عظیم دیوتا کے عظیم بیٹے مجھے معاف کردے مجھ سے زندگی کی سب سے بڑی غلطی ہوگئی ہے۔

میں وعدہ کرتی ہوں اب کبھی ایسی غلطی نہیں کروں گی۔

عنبر نے کہا

سن اے بدروح۔ اگر تو چاہتی ہے کہ میں تیری جان بخشی کردوں تو یہاں سے سیدھی کپتان کے شاہی جادوگر سامری کے پاس جا اور اسے بتادے کہ جس شخص کو مارنے کے لئے وہ خواب دیکھ رہا ہے وہ ایک طاقتور اور خفیہ طاقت رکھنے والا انسان ہے اور اسے وہ کبھی

شکست نہ دے سکیں گے۔

بدروح نے ہاتھ باندھ کر کہا۔

میں ابھی جا کر انہیں یہ پیغام پہنچاتی ہوں۔

چڑیل جانے لگی تو عنبر نے کہا،

اورسن سامری سے جا کر یہ بھی کہنا کہ اس نے اور رومن کپتان نے بے گناہ ماریا کو آزاد نہ کیا تو وہ میرے انتقام کی آگ سے نہ بچ سکیں گے۔

جو حکم اے عظیم دیوتا۔

یہ کہہ کر بدروح نے ایک بھیانک چیخ ماری اور وہاں سے غائب ہو گئی۔ جب وہ چلی گئی تو ناگ نے کہا ہم سے غلطی ہو گئی ہم کم از کم اس سے یہ ہی پوچھ لیتے کہ انہوں نے ماریا کو کہاں رکھا ہوا ہے۔ عنبر نے کہا۔

پوچھ لیتے تو اچھا تھا مگر خیر کوئی بات نہیں ماریا کا سراغ خود لگا لیں گے۔اب یہاں سے نکل جانا چاہئے۔

دونوں دوست کھنڈر سے نکل کر واپس ماریا کے ویران گھر میں آ گئے۔شام گہری ہو چکی تھی۔رات کو انہوں نے تھوڑا بہت کھانا کھایا اور بستروں پر لیٹ کر غور کرنے لگے کہ آئندہ انہوں نے کونسا قدم اٹھانا ہے؟ ناگ نے کہا۔

میرا خیال ہے کہ ہمیں اس ٹھکانے کو بدل دینا چاہئے۔کہ رومی کپتان کے سپاہی ہماری تلاش میں یہاں ضرور آئیں گے۔

خداوند کی قسم اگر وہ یہاں آئے تو میں انہیں زندہ واپس نہیں جانے دوں گا۔یا وہ ماریا میرے حوالے کریں گے اور یا میں انہیں زندہ زمین کے اندر دفن کر دوں گا۔

عنبر تم جذباتی ہو رہے ہو میرا اب بھی یہی خیال ہے کہ ہمیں یہاں سے

واپس اپنی حویلی چلے جانا چاہئے۔

آخر تمہیں یہاں خطرہ کیوں محسوس ہو رہا ہے؟ جب تک میں تمہارے ساتھ ہوں دوست تمہیں کسی قسم کو ڈر محسوس نہیں کرنا چاہئے۔ میں ڈر نہیں رہا بلکہ میرا خیال ہے کہ حویلی میں جا کر ہم زیادہ آسانی اور سکون نے ماریا کے بارے میں غور کر سکیں گے۔ کیونکہ اگر ہم نے ان ہی دو تین دنوں کے اندر اندر ماریا کو حاصل نہ کیا تو کپتان کے سپاہی اسے اس ملک سے بہت دور لے جائیں گے۔

عنبر بولا۔

میں تمہارے اس خیال کو تسلیم کرتا ہوں کہ ہمیں ماریا کی تلاش کی مہم تیز کر دینی چاہئے۔ لیکن اس خیال سے مجھے اتفاق نہیں کہ ہمیں یہ جگہ چھوڑ کر حویلی چلے جانا چاہئے۔ میں اسی مکان میں رہوں گا۔

دن حویلی میں بیماروں کا علاج کرتے گزاروں گا اور رات یہاں اسی

مکان میں بسر کریں گے۔

ناگ نے کہا۔

اگر تمہارا یہی اصرار ہے تو میں تمہاری ہاں میں ہاں ملاتا ہوں۔

ٹھیک ہے ہم اسی مکان میں رہیں گے لیکن سوال یہ ہے کہ ماریا کی تلاش کا سلسلہ کہاں سے شروع کیا جائے؟

سب سے پہلے کسی ایسے شخص یا شاہی محل کی کنیز کی خدمات حاصل کی جائیں جو محل کے اندر کے راز جانتی ہو اور جو ہمیں ماریا کے بارے میں یہ بتا سکے کہ وہ کہاں ہے اس کے بعد ہم ماریا کو حاصل کرنے کے منصوبے پر کام شروع کر سکتے ہیں

ناگ کہنے لگا۔

یہ تو بڑا لمبا کام ہے میرا خیال ہے اگر ہم نے تلاش کا کام اسی انداز میں شروع کیا تو ہم بہت پیچھے رہ جائیں گے اور ماریا کو دشمن کسی

دوسرے ملک میں پہنچا چکا ہو گا۔

کافی سوچ وبچار کے بعد فیصلہ یہ ہوا کہ عنبر اپنی حویلی میں رہ کر شاہی محل کے پہریداروں پر کڑی نظر رکھے گا اور ناگ کوئی بھیس بدل کر کسی طرح رومن کپتان تک پہنچے گا۔اس کا اعتماد حاصل کرے کہ ماریا کہاں چھپائی گئی ہے۔سوال یہ تھا کہ ناگ کس بھیس میں رومی کپتان کے پاس جائے وہ کسی نتیجے پر نہ پہنچ سکا۔

آخر ناگ نے کہا۔

دوست!میں صبح رومن کپتان کے محل کی طرف روانہ ہو جاؤں گا۔

اور جب واپس آؤں گا تو ماریا کی پوری خبر لے کر آؤں گا۔

مگر تم کب آؤ گے؟

بہت جلد........تم فکر نہ کرنا۔

ناگ کی عیاری

ناگ شاہی محل کے سامنے ایک جگہ پتھروں کے پیچھے چھپ کر بیٹھ گیا۔ وہ جائزہ لیتا رہا کہ رومن کپتان کے گھر سے کون شخص باہر نکلتا ہے۔ اس نے ایک بوڑھے غلام کو دیکھا جو کھڑکی میں رومن کپتان کے ساتھ گھل مل کر باتیں کر رہا تھا وہ سمجھ گیا کہ یہ بوڑھا غلام کپتان کا خاص آدمی ہے۔ ناگ نے فیصلہ کیا کہ وہ اس بوڑھے غلام کے روپ میں کپتان کے پاس جائے گا اس کے لئے ضروری تھا کہ بوڑھے غلام کو پکڑ کر کسی جگہ چند دنوں کے لئے بند کر دیا جائے۔ ناگ موقع کی تاک میں رہا شام کے وقت بوڑھا غلام باہر نکل کر خچر پر سوار ہوا اور ایک طرف چل پڑا ناگ نے اس کا پیچھا کرنا شروع کر دیا اس نے

بدروحوں کا مسکن

راستے سے پہاڑی سے اتر کر بوڑھے غلام کو جالیا۔ وہ اس کے راستے میں کھڑا ہو گیا بوڑھے نے قریب پہنچ کر پوچھا کہ وہ کون ہے اور یوں راستے میں کیوں کھڑا ہے ناگ نے غم زدہ صورت بنا کر کہا کہ اسکی بوڑھی ماں مر گئی ہے اور کوئی آدمی ایسا نہیں مل رہا جو اس کے ساتھ مل کر ماں کے لئے قبر کھود سکے۔ بوڑھے غلام نے کہا۔

بیٹا! میں تمہاری مدد کرنے کو تیار ہوں۔ میں تمہارے ساتھ چلتا ہوں۔

ناگ بوڑھے غلام کو لے کر ماریا والے پرانے مکان میں لے آیا اس نے بوڑھے کو باہر کھڑا کیا اور کہا کہ میں ابھی آ رہا ہوں اندر چلا گیا۔ اندر جا کر اس نے سانپ کا روپ بدلا اور پچھلی دیوار پر سے ہو کر بوڑھے کے عقب میں آ گیا۔ بوڑھا خچر پر بڑے آرام سے بیٹھا تھا۔ سانپ نے بوڑھے کے پیچھے آ کر پھن پھیلا لیا۔ بوڑھے کو اس کی کچھ خبر نہ تھی۔ سانپ نے پلک جھپکنے میں لپک کر بوڑھے کی پنڈلی پر

ڈسا۔اور جھاڑیوں پر سے ہو کر پچھلی دیوار سے ہوتا ہوا مکان کے عقبی

صحن میں آ گیا۔اور پھر انسانی شکل اختیار کر لی۔اس عرصے میں

بوڑھا سانپ کے زہر سے بے ہوش ہو چکا تھا ناگ نے صرف اتنا ہی

زہر بوڑھے کے جسم میں داخل کیا تھا جس سے وہ کچھ عرصے کیلئے بے

ہوش ہو جائے۔

ناگ نے بوڑھے کو خچر پر سے اٹھایا اور مکان کے اندر ایک کوٹھڑی میں

لے جا کر بند کر دیا۔اس نے بوڑھے کے پاس خشک انجیروں کا ڈھیر

اور پانی بھی رکھ دیا۔تا کہ اگر دوسرے روز اسے ہوش آئے تو وہ کھا پی

سکے۔ناگ کو معلوم تھا کہ آٹھ پہر کے بعد زہر کا اثر ختم ہو جائے

گا۔اور بوڑھا ہوش میں آ جائے گا اب اس نے اپنا وہ کام شروع کر دیا

جس کے لئے اس نے بوڑھے کو اغوا کیا تھا وہ بوڑھے کے بالکل

سامنے بیٹھ گیا۔اس نے بوڑھے کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لیا اور منہ ہی

منہ میں کچھ پڑھنا شروع کر دیا اور آنکھیں بند کر لیں۔ کچھ دیر تک منتر پڑھنے کے بعد ناگ نے زور سے پھونک ماری۔ وہاں ایک دھواں سا اٹھا جب دھوئیں کا غبار دور ہوا تو وہاں دو ہم شکل بوڑھے موجود تھے۔ ایک بوڑھا بستر پر بے ہوش پڑا تھا۔ جبکہ دوسرا بوڑھا اس کے پاس اسکا ہاتھ تھامے بیٹھا تھا۔ یہ ناگ تھا اب اس کے پاس وقت ضائع کرنے کے لئے نہیں تھا۔ وہ اٹھ کر کوٹھڑی سے باہر آ گیا۔ اس نے کوٹھڑی پر تالا ڈالا۔ خچر پر سوار ہوا اور رومی کپتان کے محل کی طرف چل دیا اس پر کسی کو بھی ذرا برابر شک نہیں ہو سکتا تھا کہ وہ بوڑھا غلام نہیں بلکہ عنبر کا دوست ناگ ہے۔

رومی کپتان کے محل کے باہر جا کر خچر اس نے باندھا اور محل کی ڈیوڑھی میں داخل ہو گیا۔ ڈیوڑھی میں کھڑے پہریدار نے مسکرا کر کہا۔

ایلام! کیا بیوی سے آج پھر لڑائی ہو گئی ہے جو گھر جا کر واپس آ گئے

ہو۔

ناگ سمجھ گیا کہ بوڑھے غلام کی بیوی سے اکثر لڑائی ہوتی رہتی ہے وہ اکثر لڑائی کے بعد رات گذارنے کیلئے واپس محل میں آتا ہوگا۔ اسنے ہنس کر کہا۔

تمہارا خیال ٹھیک ہے کیا کروں ایک لڑاکا عورت پلے پڑی ہے اس بڑھاپے میں اسے چھوڑ بھی نہیں سکتا۔

ناگ آگے چل دیا اب اسے یہ معلوم نہیں تھا کہ وہ رات کہاں بسر کرے! یعنی یہ کہ بوڑھا غلام ایلام رات کہاں بسر کیا کرتا ہے! وہ صحن میں سے گزر رہا تھا کہ ایک کنیز نے آ کر کہا۔

ایلام! کیا کھانا تمہارے کمرے میں لے آؤں کیونکہ معلوم ہوتا آج تم پھر محل والے کمرے میں ہی سوؤ گے۔

ناگ نے کہا۔

یہ لو میری پگڑی تم اسے میرے کمرے میں چھوڑ آؤ میں ابھی آتا ہوں۔

کنیز پگڑی لے کر ایلام کے کمرے کی طرف چل دی، ناگ اس کے پیچھے پیچھے گیا۔ایک کمرے کا دروازہ کھول کر کنیز اندر داخل ہو گئی۔ناگ سمجھ گیا کہ یہی اس کا کمرہ ہے۔کچھ دیر کے بعد وہ کمرے میں آ کر لیٹ گیا اور سوچنے لگا کہ رومی کپتان سے کس طرح بات کرے۔کمرے کا ریشمی پردہ ایک طرف ہٹا اور ایک غلام نے آ کر کہا۔

معزز ایلام! آپ کو مالک یاد کر رہا ہے۔

اسے کیسے پتہ چل گیا کہ میں واپس آ گیا ہوں۔

کنیز نے انہیں بتایا تھا۔

ناگ بوڑھے غلام ایلام کے روپ میں غلام کے ساتھ ساتھ کپتان

کے کمرے کی طرف چل دیا ایلام اگرچہ ایک غلام تھا مگر روی کپتان کی خدمت کرتے کرتے وہ بوڑھا ہو گیا تھا اور کپتان نے اس کی دانائی کی وجہ سے اسے اپنے خاص مشیر کا درجہ دیا تھا ناگ نے کپتان کے عالی شان کمرے میں جا کر دیکھا کہ وہ ایک زرنگار سنہری کرسی پر بیٹھا انگوروں کا رس پی رہا تھا۔ اس نے مسکرا کر ناگ کی طرف دیکھا اور کہا۔

آج پھر تم بیوی سے لڑ پڑے؟

ناگ نے سر کو جھٹک کر کہا۔

سرکار !وہ مجھ سے لڑتی رہتی ہے میں تو اس سے تنگ آ گیا ہوں۔

کپتان نے انگور کا رس غلام کو پیش کرتے ہوئے کہا۔

میری بات غور سے سنو۔ اچھا ہوا کہ تم خود آ گئے ورنہ تمہیں گھر سے بلوانا پڑتا ....میں نے سوچا ہے کہ ماریا کا اس شہر میں رہنا

مناسب نہیں ہے۔میں آج راتوں رات اسے یہاں سے نکال کر
سدوم شہر میں اپنے دوست کوتوال شہر کے پاس بھجوا دینا چاہتا
ہوں۔تاکہ وہاں سے ہی اسے بردہ فروشوں کے حوالے کر دیا
جائے۔کیاخیال ہے تمہارا؟
ناگ نے کہا۔بڑا مناسب خیال ہے آپ کا۔
رومی کپتان بولا۔
اس سلسلے میں تمہیں ماریا کے ساتھ جا کر خود اسے کوتوال کے حوالے
کرنا ہوگا۔
میں تیار ہوں۔
تم اپنے ساتھ سپاہیوں کو بھی حفاظت کے لئے لے جاؤ گے۔میں نے
چار جانباز سپاہی تیار کر لئے ہیں۔میں چاہتا ہوں کہ تم ابھی رات کے
اندھیرے میں ماریا کو لے کر یہاں سے نکل جاؤ۔

جو حکم سرکار۔

رومی کپتان ناگ کو لے کر شاہی محل کے پچھواڑے ایک پرانی حویلی میں آ گیا۔ یہاں باہر چار سپاہی پہرہ دے رہے تھے۔ حویلی کے اندر جا کر کپتان نے ماریا کو باہر نکالا اور اسے گھوڑے پر زبردستی سوار کرا کر بولا۔

یاد رکھو اگر اس عورت نے راستے میں ذرا آواز بلند کرنے کی کوشش کی تو اسے فوراً قتل کر دینا۔ یہ تم لوگوں کو میرا حکم ہے۔

بہت بہتر حضور۔

ماریا ناگ کو نہ پہچان سکی کیونکہ وہ بوڑھے ایلام کی شکل میں تھا۔

ناگ نے دیکھا کہ ماریا کا رنگ زرد ہو چکا تھا اور وہ پہلے سے کمزور ہو گئی تھی۔ رات کے اندھیرے میں چاروں سپاہی ماریا کو لے کر شہر سے نکل گئے۔ اب انہوں نے راتوں رات سدوم شہر کی طرف سفر

شروع کر دیا۔ دو سپاہی ماریا کے آگے تھے دو سپاہی اس کے پیچھے تھے۔ ناگ ماریا کے ساتھ ساتھ چل رہا تھا راستے میں اس نے ماریا پر یہ ظاہر کرنا مناسب نہ سمجھا کہ بوڑھا غلام ایلام نہیں بلکہ اس بھائی ناگ ہے۔

رات بھر وہ سفر کرتے رہے دن کو روشنی نمودار ہوئی تو سامنے ذرا فاصلے پر دریائے اردن نظر آ رہا تھا یہ چھوٹا سا قافلہ اب دریا کے کنارے کنارے سفر کرنے لگا تھا دوپہر کے وقت دھوپ بہت تیز ہو گئی۔ اور صحرا کے تپتی ہوئی ریت پر چلنا مشکل ہو گیا۔ انہوں نے دریا کے کنارے ایک سایہ دار جگہ پر پڑاؤ ڈال لیا۔ سپاہی گھوڑے سے اتر کر آرام کرنے لگے گھوڑوں کو پانی وغیرہ پلایا گیا۔ ماریا نے ناگ سے کہا۔

بیٹی تم بھی ذرا دریا پر جا کر منہ ہاتھ دھو لو۔

ماریا نے نفرت سے کہا۔

خبردار جو مجھے بیٹی کہہ کر پکارا.........مجھے تم لوگوں سے نفرت ہے۔

ناگ نے ادھر ادھر دیکھا۔سپاہی کچھ فاصلے پر گپیں لگا رہے تھے ناگ

نے موقع غنیمت جان کر کہا۔

ماریا بہن! تم مجھے اس شکل میں پہچان نہیں سکتیں۔لیکن یقین کرو میں

تمہارا بھائی ناگ ہوں اور بوڑھے غلام کی شکل اختیار کر کے تمہاری

مدد کیلئے آیا ہوں۔عنبر گھر پر ہمارا انتظار کر رہا ہے۔

یہ بات سن کر ماریا یوں چونکی جیسے کسی نے اس کو ایک دم جھنجھوڑ

دیا کر رکھ دیا ہو۔پہلے تو اسے یقین ہی نہ آیا لیکن جب ناگ نے عنبر کا

نام لیا اور ماریا کے باپ کے بارے میں بتایا اور گھر کا سارا حلیہ بتایا

اور تو ماریا دنگ رہ گئی۔

اس نے سرگوشی میں کہا۔

ناگ بھائی ! تم نے بوڑھے ایلام کی شکل کیسے اختیار کر لی؟

ناگ نے کہا۔

ماریا بہن ! یہ ایک راز ہے جو میں تجھ کو بعد میں بتاؤں گا۔ اس وقت تم میری بات غور سے سنو۔ میں نے تمہیں آج ہی یہاں سے واپس گھر لے جانے کا فیصلہ کر لیا ہے۔ مگر یہ کام اس وقت کروں گا جب یہ سپاہی دوپہر کی دھوپ میں آرام کرتے ہوئے سو جائیں گے۔ تم تیار رہنا۔

میں تو ہر وقت تیار ہوں ۔کاش یہ لوگ میرے بابا کو قتل نہ کرتے۔ناگ بھائی ! کیا تم نے میرے بابا کی لاش کو دفن کر دیا تھا؟

ناگ نے ماریا کا دل رکھنے کیلئے کہا۔

ہاں بہن! ہم نے تمہارے بابا کو بڑے احترام کے ساتھ قبرستان میں دفن کر دیا تھا۔ مگر تم فکر نہ کرو رومی کپتان تمہارے بابا کا قاتل ہے اس

سے ہم بابا کی موت کا بدلہ ضرور لیں گے۔

وہ باتیں کر رہے تھے کہ ایک سپاہی قریب آ گیا۔

کیا باتیں ہو رہی ہیں ایلام؟

ناگ نے مسکرا کر کہا۔

سرکار بڑی مشکل سے اس کمینی عورت کو ہاتھ منہ دھونے کیلئے راضی کیا ہے۔

ہاں ہاں اس کہو کہ ہمارا حکم نہ مانا تو ہم اسے زندہ نہیں چھوڑیں گے۔ جاؤ دریا پر جا کر اس کا منہ دھلاؤ ہم کھانا کھا کر کچھ دیر آرام کریں گے۔ اور شام کو سفر پر روانہ ہوں گے۔

سپاہیوں نے دریا کنارے بیٹھ کر کھانا کھایا اور پھر سائے میں لیٹ کر آرام کرنے لگے۔ ناگ نے ماریا کو منہ ہاتھ دھلایا اور سرگوشی میں کہا۔

ٹھیک جس وقت یہ لوگ سو جائیں گے ہم یہاں سے فرار ہو جائیں گے۔

تھوڑی دیر بعد سپاہی ٹھنڈے سائے میں گہری نیند سو گئے یہی وہ موقعہ تھا جس کا انتظار ناگ کر رہا تھا اس نے ماریا سے کہا۔

تم گھوڑے کی اوٹ میں ہو کر چھپ جاؤ میں ابھی ان سپاہیوں کو بے ہوش کر کے آتا ہوں پھر ہم یہاں سے نکل جائیں گے۔ بے ہوش میں انہیں اس لئے کرنا چاہتا ہوں کہ یہ ہمارا پیچھا نہ کر سکیں۔

ماریا نے پوچھا۔

کیا تم دوائی سے بے ہوش کرو گے؟

ہاں میرے پاس بے ہوش کرنے والی تیز دوائی موجود ہے۔

تم چھپ کر بیٹھ جاؤ۔

ماریا گھوڑے کے پیچھے چھپ کر لیٹ گئی۔ ناگ جھاڑیوں اور درختوں

کے عقب میں گیا یہاں اس نے بوڑھے ایلام سے اپنی شکل سانپ کے روپ میں بدلی اور رینگتا ہوا سپاہیوں کے پاس آ گیا۔ سپاہی بے فکر ہو کر سو رہے تھے۔ ایک تو وہ صحرا میں تھے۔ دوسرا انہیں معلوم تھا کہ بوڑھا ایلام ماریا کی پہرہ داری کر رہا ہے۔ اگر کوئی ایسی ویسی بات ہوئی تو وہ فوراً انہیں جگا دے گا۔ انہیں کیا خبر تھی کہ خود بوڑھا غلام سانپ کی شکل میں ان کے سر پر آن کھڑا ہوا ہے۔ سانپ نے ایک ایک کر کے سارے سپاہیوں کو ڈس دیا۔ زہر کی مقدار ان کے خون میں صرف اتنی داخل کی کہ وہ سارا دن بے ہوش رہیں۔ اس کے بعد ناگ نے جھاڑیوں میں جا کر دوبارا بوڑھے کی بجائے اپنی شکل اختیار کی اور ماریا کے پاس آ گیا۔ ماریا اسے دیکھ کر حیران رہ گئی۔

ناگ بھائی! یہ تم ہو؟ وہ بوڑھا ایلام کہاں ہے؟

ناگ نے مسکرا کر کہا۔

ماریا بہن! اب مجھے بوڑھے ایلام کی شکل میں رہنے کی ضرورت نہیں ہے اب میں اپنی اصلی شکل میں تمہیں اپنے ساتھ دشمنوں کے چنگل سے چھڑا کر واپس گھر لے جا رہا ہوں۔ آؤ جلدی کرو۔ ہمیں یہاں زیادہ دیر نہیں ٹھہرنا چاہیے وقت بڑا قیمتی ہے ہم رات تک جتنی دور بھی نکل جائیں بہتر ہوگا۔

ناگ نے ماریا کو ساتھ لیا اور گھوڑوں کو دوڑاتے واپس شہر کی طرف روانہ ہو گئے۔ اگرچہ دھوپ بہت تیز تھی اور صحرا کی ریت تپ رہی تھی۔ وہ سفر کرتے چلے گئے کیونکہ وہ جلد سے جلد دشمنوں سے دور ہو جانا چاہتے تھے جب شام ہو گئی تو وہ صحرا سے نکل کر ایک ایسے علاقے میں داخل ہو گئے۔ جہاں جھاڑیاں ہی جھاڑیاں اگی ہوئی تھیں۔ انہوں نے بغیر رکے اپنا سفر جاری رکھا۔

رات گہری ہو چکی تھی وہ چلتے گئے رات کا پچھلا پہر تھا کہ گلیلی شہر کے

دور سے درو دیوار دکھائی دینے لگے۔ ستاروں کی روشنی میں شہر کی فصیل دور ہی سے نظر آ رہی تھی۔ ناگ نے ماریا سے کہا۔

ماریا! ہم اپنے شہر میں پہنچ گئے ہیں۔

خداوند کا شکر ہے لیکن اگر ہم اپنے گھر گئے تو وہاں سے دشمن ہمیں پھر گرفتار کرلے گا۔

فکر نہ کرو میں تمہیں اس گھر میں نہیں لے جاؤں گا ہم عنبر کے پاس اپنی نئی حویلی میں چلیں گے۔ اس کا پتہ دشمن کے سپاہیوں کو نہیں ہے۔

مگر وہاں میں کتنی دیر چھپی رہوں گی بھائی؟

یہ بعد میں سوچیں گے ابھی تو سر چھپانے کو جگہ چاہئے۔

رات کے پچھلے پہر کے اندھیرے میں ناگ ماریا کو ساتھ لے کر شہر کی تنگ و تاریک گلیوں میں سے ہوتا ہوا عنبر کی حویلی کے دروازے پر پہنچ گیا حویلی کا دروازہ بند تھا ناگ نے آہستہ سے اپنے خاص انداز سے

دستک دی تھوڑی دیر بعد عنبر نے اٹھ کر دروازہ کھولا۔ ناگ اور ماریا جلدی سے اندر داخل ہو گئے۔ عنبر نے دروازہ بند کر لیا۔

یہ تم نے بہت بہادری کا کام کیا ناگ کہ ماریا کو دشمنوں کے چنگل سے چھڑا کر لے آئے۔

ماریا نے عنبر سے مل کر اپنے باپ کے بارے میں افسوس کیا اور پھر انہوں نے ماریا کو حویلی کے سب سے پچھلے کمرے میں بھیج دیا۔ تا کہ وہاں جا کر وہ باقی رات آرام سے بسر کر سکے۔

خونی پہاڑی

ماریا کے فرار کی خبر سن کر رومی کپتان آگ بگولہ ہو گیا۔

اس نے چاروں سپاہیوں کو غصے سے قتل کروا دیا۔ اور خفیہ طور پہ ماریا کی تلاش کیلئے اپنے جاسوسوں کا جال پھیلا دیا۔ ناگ نے دوسرے روز آدھی رات کو بے ہوش بوڑھے غلام کو شاہی محل کی دیوار کے پاس پھینک دیا۔ اس نے ہوش میں آ کر ساری روئیداد رومی کپتان کو سنائی۔ کپتان نے فوراً ماریا کے مکان پر چھاپا مارا مگر وہاں سوائے اڑتی ہوئی خاک کے اور کچھ نہیں تھا کپتان غصے میں پیچ و تاب کھاتا رہ گیا۔

اب وہاں ایک اور انقلاب آ گیا۔

یسوع مسیح کی نیکی اور سچائی کی تبلیغ کے خلاف بادشاہ کے خاص مذہبی یہودی پادری اٹھ کھڑے ہوئے ۔ کیونکہ مقدس نبی ان جھوٹے راہب یہودیوں کی برائیوں کے خلاف وعظ کرتا تھا جس سے یہودی راہبوں کا جھوٹا وقار سخت خطرے میں پڑ گیا تھا۔ لوگ ان برائیوں سے باخبر ہو رہے تھے۔ راہبوں نے بادشاہ کے کان بھرنے شروع کر دیے اور اسے یہ یقین دلایا کہ یسوع مسیح بادشاہ کے خلاف لوگوں کو بغاوت پر ابھار رہا ہے جو کہ ایک بالکل بے بنیاد الزام تھا۔ مگر بادشاہ ڈر گیا کہ کہیں لوگ بغاوت کر کے اسے قتل نہ کر دیں۔ کیونکہ اس نے بھی لوگوں پر بڑے بڑے ظلم ڈھائے تھے۔

بادشاہ نے درباریوں کی ایک چھوٹی سے مجلس بلائی جس میں مل کر یہ فیصلہ کیا کہ مقدس نبی کو بغاوت کے الزام میں صلیب پر چڑھا کر شہید کر دیا جائے۔ بادشاہ نے حضرت یسوع کی تلاش میں سپاہی روانہ کر

دیئے۔ سپاہیوں نے آدھی رات کے وقت حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو پہاڑی کے ایک باغ میں سے گرفتار کرلیا۔ دوسرے روز انہیں صلیب پر چڑھایا جانا تھا۔ ان کے لئے ایک خاص صلیب تیار کروائی گئی۔ شہر میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو ماننے والوں کی تعداد بھی بہت کم تھی۔ وہ بھی بیچارے بادشاہ کے ظلم و ستم سے بچتے پھر رہے تھے۔ کیونکہ بادشاہ کے حکم سے عیسائی مذہب قبول کرنے والوں کو بھوکے شیروں کے آگے ڈال دیا جاتا تھا۔

دوسرے روز اللہ کے پیارے نبی علیہ السلام کو ایک خونی پہاڑی پر لے جا کر صلیب پر چڑھا دیا گیا۔ خدا کا منشا یہی تھا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام سچائی کے راستے میں اپنی جان کی قربانی دیں ورنہ وہ اپنی جان بچانے کیلئے سب کچھ کر سکتے تھے لیکن خدا کے سچے نبی نے خدا کی رضامندی کے آگے سر تسلیم خم کردیا اور ہنستے مسکراتے موت کو اپنے

سینے سے لگا لیا۔

عنبر اور ناگ کو اس وقت خبر ہوئی جب خدا کا مقدس نبی شہید ہو چکا تھا اور خدا نے اسے اپنے پاس بلا لیا تھا۔ دونوں کی آنکھوں میں آنسو آ گئے۔ ماریا بھی ہچکیاں لے کر رونے لگی۔ اس شہر کے بادشاہ نے بہت بڑا ظلم کیا تھا۔ قدرت اس سے ایک گھناؤنا انتقام لینے والی تھی۔ ایک عظیم ہستی کی شہادت کے بعد شہر پر اداسی اور ویرانی سی چھا گئی تھی۔ آسمان پر اس قدر گہرا سناٹا تھا کہ آج سے پہلے کسی نے اتنا ہیبت ناک سناٹا کبھی نہ محسوس کیا تھا۔ عنبر نے ناگ سے کہا یوں معلوم ہوتا ہے کہ اس شہر پر کوئی عذاب نازل ہونے والا ہے۔ بہتر یہی ہے کہ یہاں سے کوچ کر دیا جائے۔ یہاں ایک ظالم بادشاہ حکمران ہے جس نے ایک گھناؤنا جرم کیا ہے اور قدرت اسکا انتقام ضرور لے گی۔

ناگ نے کہا۔

لیکن ہم یہاں سے نکل کر کس طرف کو جائیں گے؟ سدوم شہر کے دروازے بھی ہم پر بند ہو گئے ہیں۔

عنبر نے کہا۔

میرا ارادہ وادی سندھ کی طرف جانے کا ہے اگر تم بھی میرے ساتھ چلو تو بہت اچھا ساتھ رہے گا۔

مگر ماریا کا کیا بنے گا؟ اسے ہم کس کے حوالے چھوڑ کر جائیں گے؟

عنبر نے کہا۔

ہم ماریا بہن کو بھی اپنے ساتھ لے جائیں گے۔ کیوں ماریا بہن۔ تم ہمارے ساتھ چلو گی نا۔

ماریا نے اداس لہجے میں کہا۔

بھائی عنبر۔ خداوند کے بعد اس دنیا میں سوائے آپ لوگوں کے میرا اور کون ہے؟ میں بڑی خوشی کے ساتھ اب ساری زندگی آپ لوگوں کی

خدمت میں بسر کر دینا چاہتی ہوں۔

ادھر ملک سے نکل جانے کی منصوبے بن رہے تھے اور دوسری طرف رومی کپتان کے جاسوس شہر کے گلی کوچوں میں پھیل کر ماریا کو گھر گھر تلاش کر رہے تھے عنبر اور ناگ کا سارا دن حویلی کے باہر دکان پر بیماروں اور دکھی لوگوں کو علاج کرتے گزرتا۔ عنبر بیمار لوگوں کا علاج کرتا اور ناگ ان لوگوں کی خبر گیری کرتا۔ جنہیں سانپ نے ڈس لیا ہوتا۔ اس کے پاس سانپ کا منکا بھی تھا اور جڑی بوٹیوں سے بنی ہوئی دوائی بھی تھی ماریا سارا دن اپنے کمرے میں گذار دیتی شام کو وہ دونوں بھائیوں کے لئے کھانا تیار کرتی اور صبح کو ناشتہ بناتی وہ انکی ہر طرح سے خدمت کرتی۔ کبھی کبھی اس کا دل گھبرا جاتا اور باہر نکل کر اپنے باپ کی قبر پر جانے کو اسکا دل مچلتا لیکن اسکا باہر نکلنا خطرے سے خالی نہ تھا یہ سوچ کر وہ خاموش ہو جاتی۔ ایک دو بار اسنے عنبر اور

ناگ سے کہا بھی کہ وہ اسے باپ کی قبر پر لے جائیں۔مگر انہوں نے ٹال دیا۔اسلئے کہ ماریا کے باپ کی قبر کہیں بھی نہیں تھی۔

عنبر نے شمالی افریقہ کی ایک حبشن عورت ماریا کی خدمت گاری اور ہاتھ بٹانے کیلئے نوکر رکھ چھوڑی تھی۔یہ حبشن عورت بڑی کم گو اور دیانت دار تھی مگر اسے اپنی غریبی کا بڑا احساس تھا۔وہ اکثر ماریا سے کہا کرتی تھی کہ افریقہ میں وہ اپنا مکان بنا کر باقی زندگی سکون سے بسر کرنا چاہتی ہے۔

مگر میرے پاس اتنے پیسے نہیں ہیں کہ میں اپنے وطن جا کر مکان بنا سکوں۔ایسے لگتا ہے کہ پردیس میں ہی مجھے موت آ جائے گی۔

اور میں پردیس میں مرنا نہیں چاہتی۔

حبشن عورت ایک ایک پائی کر کے پیسے جوڑ رہی تھی۔اس خیال سے کہ جب پیسے ہو جائیں گے تو وہ اپنے وطن میں واپس چلی جائی

گی۔ رومی کپتان کے جاسوس ہوتے ہوتے عنبر کی حویلی تک بھی پہنچ گئے۔ ایک جاسوس غریب آدمی بن کر عنبر کی دکان پر آیا اور ہاتھ پاؤں جوڑ کر اس نے وہاں کھانے پینے اور روٹی کپڑے کے عوض ملازمت اختیار کر لی۔ عنبر اس کی باتوں میں آ گیا۔ اور ترس کھا کر اسے نوکر رکھ لیا۔

جاسوس نے تھوڑے ہی دنوں بعد معلوم کر لیا کہ عنبر کی حویلی کے اندر ایک لڑکی بھی رہتی ہے جس کو عنبر اور ناگ بہن کہتے ہیں یہ خبر اس نے رومی کپتان کو پہنچا دی رومی کپتان نے کہا۔

یہ وہی بدمعاش ہیں۔ ماریا ضرور ان لوگوں کے پاس ہی ہو گی۔

جاسوس اس ٹوہ میں رہنے لگا کہ وہ ماریا سے ملاقات کر کے کسی طریقے سے اس کا نام وغیرہ معلوم کر سکے۔

اتفاق سے ایک روز عنبر کسی مریض کو دیکھنے اسکے گھر گیا ہوا تھا۔ ناگ

بھی گھر پر موجود نہیں تھا۔ جاسوس نے باتوں ہی باتوں میں ماریا سے اس کا سارا راز معلوم کر لیا۔ پھر اس نے حبشن عورت کو پھانس لیا جو کہ ماریا کی حفاظت کے لئے رکھی گئی تھی۔ اس نے حبشن کو راضی کر لیا تھا کہ اگر وہ کسی طرح ماریا کو اس کے گھر پہنچا دے تو وہ اسے اتنی دولت دے دے گا جس سے وہ افریقہ اپنے وطن چلی جائے گی اور وہاں اپنا مکان بھی بنوا سکے گی۔ حبشن جاسوس کی چکنی چپڑی باتوں میں آ گئی۔ اس نے جاسوس سے حامی بھر لی کہ وہ ماریا کو اس کے گھر پہنچا دے گی۔ چنانچہ ایک روز جب گھر پر کوئی نہیں تھا۔ حبشن نے ماریا سے کہا کہ اس کا فرض ہے کہ کبھی اپنے باپ کی قبر پر جا کر دعا بھی مانگا کرے۔ وہ کیسی بیٹی ہے کہ کبھی اپنے باپ کو یاد نہیں کرتی۔

ماریا نے کہا۔

اماں! میں نے تو کئی بار اپنے بھائیوں سے کہا ہے کہ مجھے باپ کی قبر پر

لے جاؤ مگر وہ میری سنتے ہی نہیں۔

حبشن بولی۔

نہ بیٹی! اس طرح تمہارے باپ کی قبر بھاری رہے گی۔ تمہارا فرض

ہے کہ اپنے باپ کی قبر پر جا کر اس کی روح کو ثواب پہنچاؤ۔

مگر اماں میں وہاں کیسے جاؤں؟

حبشن نے جھٹ کہا۔

تم میرے ساتھ چلی چلو.......... ابھی چلو...... گھر میں کوئی نہیں ہے

تمہارے بھائی باہر گئے ہیں۔ ہم جلدی سے قبر پر سے ہو کر واپس

آجائیں گے۔

ماریا نے کہا۔

اگر بھائیوں کو پتہ چل گیا تو وہ بڑے ناراض ہوں گے۔

حبشن بولی! یہ بھی بھلا کوئی بات ہوئی انہیں کیسے پتہ چلے ان کے آنے

سے پہلے پہلے تو ہم واپس آجائیں گے۔ میں تو کہتی ہوں بھی اٹھ کر میرے ساتھ چلو پھر ایسا موقع ہاتھ نہیں آئے گا۔

آخر حبشن نے ادھر ادھر کی باتیں کر کے ماریا کو اپنے ساتھ چلنے پر راضی کر ہی لیا۔ بیوقوف ماریا نے ذرا بھی دور اندیشی سے کام نہیں لیا اور کپڑا اوڑھ کر حبشن کے ساتھ گھر سے نکل کھڑی ہوئی۔

حبشن اسے لے کر سیدھی جاسوس کے گھر آگئی۔ یہاں کپتان کے سپاہی پہلے سے ہی موجود تھے انہوں نے فوراً ماریا کو قابو میں کر کے ایک کوٹھڑی میں بند کر دیا جاسوس نے حبشن کو بہت سے روپے دے کر سپاہی کے ساتھ بندرگاہ کی طرف روانہ کر دیا۔ جہاں سے وہ جہاز میں بیٹھ کر اپنے وطن روانہ ہو سکتی تھی۔ ماریا اب لگی رونے پیٹنے۔ مگر اب کیا ہو سکتا تھا یہ تو اسکو پہلے سوچنا چاہیے تھا۔ کہ کسی غیر عورت یا کسی غیر مرد پر کبھی اعتبار نہیں کرنا چاہیے۔

اب پچھتاوے کیا ہووت جب چڑیاں چگ گئی کھیت۔

عنبر اور ناگ واپس حویلی میں آئے تو انہوں نے نوکر کو آواز دی مگر وہاں نہ تو بوڑھا نوکر تھا اور نہ نوکرانی حبشن تھی اور نہ ہی ماریا۔

دونوں دوست سر پیٹ کر رہ گئے۔ ماریا کو ایک بار پھر دشمن نے اغوا کر لیا تھا انہوں نے دکان بند کی اور شہر کی گلیوں میں گھوم پھر کر ماریا کی تلاش شروع کر دی مگر ایسے میں ماریا بھلا ڈھونڈی جا سکتی تھی وہ تو اس وقت شہر کے باہر ایک ویران حویلی میں قید رو رہی تھی۔ اور کوٹھڑی کے باہر دو سپاہی پہرہ دے رہے تھے۔

اسی رات رومی کپتان کے چھ آدمی گھوڑوں پر سوار ہو کر آئے اور ماریا کو لے کر سمندر کے کنارے آ گئے یہاں ایک بادبانی جہاز چلنے کے لئے بالکل تیار کھڑا تھا۔ جب سپاہی ماریا کو لے کر جہاز کے پاس آئے تو اوپر سے ایک بھاری بھر کم موٹے پیٹ والا یہودی نیچے

اترا۔سپاہی نے اس سے اشرفیوں کی تھیلی تھامی اور ماریا کا ہاتھ اس کے ہاتھ میں دے دیا۔اس یہودی بردہ فروش نے ماریا کو سونے کی اشرفیوں خرید لیا تھا۔

یہودی بڑھا ماریا کو گھسیٹتا ہوا جہاز پر لے گیا۔

تھوڑی دیر بعد جہاز کے بادبان کھول دیئے گئے لنگر اٹھا دیا گیا اور جہاز نے کھلے سمندر کی طرف آہستہ آہستہ سفر شروع کر دیا ماریا کو بڑھے یہودی نے لکڑی کے کیبن میں بند کر کے تالا لگا دیا اور باہر قالین پر لیٹ گیا۔اور اس کے غلام اس کی خدمت کرنے لگے۔یہ جہاز جس پر بڑھا یہودی سوار تھا خلیج فارس کی ایک بندرگاہ سے ہو کر ملک سندر کی طرف جا رہا تھا..........بڑھا یہودی گرم شالوں قالینوں کی تجارت کرتا تھا وہ سندھ میں ایک بہت امیر کبیر آدمی سوداگر سے ملنے جا رہا تھا۔

بدروحوں کا مسکن

دو دن دو راتیں بادبانی جہاز سمندر میں سفر کرتا رہا اس عرصے میں ماریا کو اچھی سے اچھی خوراک کھانے کو دی گئی۔ ماریا نے زہر مار کر کے کھایا اور عنبر اور ناگ کو یاد کر کے خون کے آنسو بہاتی رہی بڈھا یہودی اسے ایک پل کے لئے بھی کیبن سے باہر نکلنے نہیں دیتا تھا۔ چھٹے روز بادبانی جہاز سندھ کے شہر کے ساتھ جا لگا۔ ان دنوں سارے ہندوستان کو سندھ ہی کہا جاتا تھا۔ کوئی ڈیڑھ ہزار سال بعد ایران والوں نے سندھ کی "س" کو بدل کر "ہ" لگا دی اور سندھ کو ہند بن گیا۔

بڈھا یہودی ماریا کو لے کر ایک سرائے میں آ گیا اس نے اپنی کنیز سے کہا۔

اس لڑکی کو نہلا دھلا کر نئی قیمتی پوشاک پہناؤ۔

شام تک کنیز نے ماریا کو نئے کپڑے پہنا دیئے۔ بڈھا یہودی اسے

ساتھ لے کر رتھ پر سوار ہو کر اور سندھ میں امیر کبیر دوست کی حویلی میں پہنچ گیا یہ سیٹھ بہت بڑا سوداگر تھا اور بڈھے یہودی کو وہاں سے بہت بڑا منافع ملنے کی امید تھی۔ سیٹھ کی حویلی میں بہت سے غلام اور کنیزیں کام کرتی تھیں۔ حویلی ایک چھوٹا محل بنی ہوئی تھی۔ بڈھے یہودی نے سیٹھ کی خدمت میں حاضر ہو کر جھک کر سلام کیا اور کہا۔

امید ہے کہ سرکار کے مزاج اچھے ہوں گے۔

سیٹھ نے مسکرا کر کہا۔

ہابیل! تمہیں دیکھ کر ہمیں خوشی ہوئی ہے۔ یہ بتاؤ کہ کب ہمارے شہر آنا ہوا۔؟

یہودی نے بتایا کہ میں آج ہی آیا ہوں سیٹھ نے پوچھا۔

راستے میں کوئی طوفان تو نہیں آیا؟ سفر اچھا گذر گیا؟

آپ کی دعاؤں سے سفر بخیر و خوبی گذر گیا حضور۔

اس کے بعد بڈھے یہودی نے اشارہ کیا۔ کنیزیں ماریا کو لے کر سیٹھ کے سامنے حاضر ہو گئیں۔ سیٹھ نے ماریا کو دیکھ کر کہا۔

یہ لڑکی کون ہے ہابیل؟

حضور! یہ میں آپ کی خدمت کے لئے لایا ہوں۔ آپ کی کنیز بن کر یہ آپ کے محل میں رہے گی اور آپ کی خدمت کرے گی سیٹھ نے ماریا کو غور سے دیکھا اور کہا۔

لڑکی بہت خوبصورت ہے۔ ہم اس کو کنیز نہیں بلکہ اپنی ملکہ بنائیں گے اس سے شادی کریں گے۔

بڈھا یہودی اگلے دن واپس چلا گیا۔ سیٹھ نے اسے بہت بڑا انعام دیا۔ اسی روز سیٹھ نے ماریا کے ساتھ اپنی شادی کا اعلان کر دیا اور محل میں شادی کی تیاریاں شروع ہو گئیں۔ اس خاندان کی رسم تھی کہ تیاریاں ایک مہینے تک جاری رہتیں ایک مہینے کے بعد شادی ہو جاتی

تھی ۔ ماریا سوچ میں پڑ گئی کہ وہ ایک مصیبت کے بعد دوسری مصیبت میں گرفتار ہو گئی ہے وہ اسے بڈھے اور کالے کلوٹے سیٹھ سے ہرگز شادی نہیں کرنا چاہتی تھی ۔ شادی کے بعد وہ ملکہ بن کر ساری زندگی وہاں قید ہو کر رہ جاتی ۔ وہ محل کے باہر قدم نہیں رکھ سکتی تھی ۔ پھر کوئی دوسرا اس کی شکل بھی نہیں دیکھ سکتا تھا ماریا کو اپنے بھائیوں کی یاد ستانے لگی اس نے خدا سے دعا کی کہ وہ اسے جلد اسکی بھائیوں سے ملا دے ۔

شادی کی تیاریاں بڑے زور شور سے ہو رہی تھیں ۔ دس روز گذر چکے تھے شادی میں بیس دن رہ گئے تھے ۔ ماریا نے سوچا کہ وہ کسی کو اپنا ہم راز بنائے کسی کیسامنے اپنا دکھ بیان کرے ۔ اسے وہاں کوئی بھی اپنا نظر نہیں آتا تھا ۔ وہاں سبھی اسے دشمن معلوم ہوتے تھے ایک کنیز ماریا کے ساتھ بڑی ہمدردی کے پیش آتی تھی ۔

وہ بڑی دردمند اور ہمدرد دل رکھنے والی کنیز تھی۔ ماریا نے سوچا کہ اس کنیز کے ساتھ بات کرنی چاہئے۔ ایک دن ماریا نے باتوں ہی باتوں میں اپنی بدنصیب زندگی کا ذکر چھیڑ دیا۔ ماریا کی داستان غم سن کر ماریا کی آنکھوں میں آنسو آ گئے۔

بے چاری کنیز کی اپنی زندگی بھی دکھوں سے بھری ہوئی تھی۔

اسے بھی ایک عرصہ ہو گیا ماریا کی طرح اغوا کر کے سیٹھ کے محل میں داخل کر دیا گیا تھا۔ اس نے ماریا سے کہا کہ۔

پیاری بہن! میں تو اب بوڑھی ہونے لگی ہوں میری زندگی جیسی بھی تھی یہاں گذر گئی جو تھوڑی بہت باقی رہ گئی ہے وہ بھی گذر جائے گی مگر میں تمہاری زندگی برباد ہوتے نہیں دیکھ سکتی۔

ماریا نے کہا۔

تو بہن پھر خدا کے لئے میری مدد کرو میں تمہارا احسان کبھی نہ بھولوں

گی۔

کنیز نے کہا۔

یہی میں سوچ رہی ہوں کہ تمہاری مدد کس طرح سے کی جائے۔

ماریا کہنے لگی۔

شادی میں تھوڑے دن باقی رہ گئے ہیں۔ میں یہ شادی نہیں کرنا چاہتی
مجھی کسی طرح اس ظالم سیٹھ کی پنجے سے بچالو..........۔

کنیز نے گہری سوچ میں گم ہو گئی۔ پھر اس نے سر اٹھا کر ماریا سے کہا۔

پیاری بہن! میں اس وقت یہ کر سکتی ہوں کہ تمہیں یہاں سے نکال کر
دریائے سندھ کے کنارے ایک گاؤں میں اپنی ایک سہیلی کے پاس
پہنچا دوں۔ اس کے بعد سوچا جائے گا کہ آگے کون سا قدم اٹھائیں۔

مجھے منظور ہے بہن۔

بہت اچھا........ یہ بات کسی پر ظاہر نہ کرنا۔

کبھی نہیں۔

کنیز اٹھ کر دوسرے کمرے میں چلی گئی اور ماریا ایک بار پھر آزادی کے خواب دیکھنے لگی۔ اسے کنیز کی باتوں سے خلوص کی مہک آ رہی تھی۔

عذاب الٰہی

آخر شہر پر عذاب الٰہی کے بادل چھانے لگے۔

جس شہر نے خدا کے بزرگ کو شہید کر دیا تھا وہ قدرت کے انتقام سے کیسے بچ سکتا تھا۔ عنبر اور ناگ نے اس شہر کو چھوڑنے کا فیصلہ کر لیا تھا۔ انہوں نے شہر کا چپہ چپہ چھان مارا تھا۔ مگر انہیں ماریا کا کہیں نام و نشان نہیں ملا تھا۔ عنبر نے کہا۔

میں ایک آخری ملاقات رومی کپتان سے کرنا چاہتا ہوں۔ اگر اس نے بھی ماریا کو پتہ نہ بتایا تو تو پھر اس شہر کو ہمیشہ ہمیشہ کے لئے چھوڑ کر ملک سندھ کی طرف کوچ کر جائیں گے۔

عنبر ناگ کو لے کر رومی کپتان کے پاس قلعے میں آ گیا۔ وہ اس وقت

اپنے سپاہیوں کے پاس بیٹھا کسی بات پر غور کر رہا تھا اس نے عنبر اور ناگ کو آتے دیکھا تو نفرت سے بولا۔

کمینے آدمیو! تم میرے قلعے میں کیا لینے آئے ہو؟

عنبر اور ناگ اس طرز گفتگو سے پریشان سے ہو گئے۔ ناگ کو سخت غصہ آیا۔ مگر عنبر نے اس کا ہاتھ دبا کر اسے پرسکون رہنے کا اشارہ کیا اور رومی کپتان سے بولا۔

ہم آخری بار آپ سے اپنی گم شدہ بہن کے بارے میں پوچھنے آئے ہیں۔ آپ نے جو بدلہ لینا تھا وہ لے چکے۔ اب ہمیں برائے مہربانی اتنا بتا دیں کہ ماریا کس ملک کی طرف گئی ہے وہاں جا کر ہم خود در بدر کی ٹھوکریں کھائیں گے اور اپنی بہن کو ڈھونڈ لیں گے۔

رومی کپتان آگ بگولہ ہو گیا۔

"ذلیل لوگو! تم مجھ پر ایک عورت کے اغوا کا الزام لگاتے ہو۔ اچھا اگر

یہ بات ہے تو میں نے اسے اغوا کیا ہے اور قتل کر دیا ہے۔ تم کو جو کرنا ہے تم ساری زندگی بھی خاک چھانتے پھرو تو ماریا کی ایک ہڈی تک نہ تلاش کر سکو گے۔

عنبر اور ناگ سمجھ گئے کہ اس نے ہماری بہن کو ہلاک کر دیا ہے وہ خاموشی سے واپس آ گئے سارا دن وہ سوچتے رہے کہ رومی کپتان سے کیسے اپنی بہن کی موت کا بدلہ لیا جا سکے۔ عنبر دوسرے روز وہاں سے نکل جانا چاہتا تھا۔ ناگ نے کہا۔

جب تک میں اس ظالم کپتان سے اپنی بہن کا بدلہ نہ لوں گا واپس نہیں جاؤں گا۔

چنانچہ آدھی رات کو عنبر اور ناگ اپنی حویلی کو الوداع کہہ کر شہر کے باہر آ گئے۔ ناگ نے عنبر سے کہا۔ وہ اسی جگہ ٹھہر کر اس کا انتظار کرے۔

تم کہاں جا رہے ہو۔

کپتان سے اپنی بہن کا بدلہ لینے۔

عنبر اسے دیکھتا ہی رہ گیا اور ناگ رات کے اندھیرے میں گھوڑا دوڑاتا ہوا گم ہو گیا۔وہ سیدھا رومی کپتان کے قلعے کے باہر آ گیا۔رات اس قدر اندھیری تھی کہ ہاتھ کو ہاتھ سجائی نہیں دیتا تھا آسمان پر ستارے بھی بہت کم چمک رہے تھے۔اس بات کو عنبر ناگ بہت دنوں سے محسوس کر رہے تھے کہ شہر میں اندھیرا بہت زیادہ ہونے لگا ہے دن کو بھی سورج کے آگے بادل کے ٹکڑوں سے ایک غلاف سا بنا رہتا۔جسکی وجہ سے دن کو پوری روشنی نہیں ہوتی اور رات کو ستارے بہت کم چمکتے ہیں۔

آج بھی اسی قسم کی رات تھی ستارے بھی بہت ہی کم نکلے ہوئے تھے۔قلعے کی فصیل سیاہ سائے کی طرح سامنے کھڑی تھی۔مگر اس اندھیرے میں ناگ کو ہر شے صاف دکھائی دے رہی تھی اس

لئے کہ اس کی آنکھ سانپ کی آنکھ تھی اور سانپ اندھیرے میں بھی دیکھ لیتا ہے۔ ناگ نے گھوڑے کو ایک جگہ چھوڑ دیا اور خود قلعے کی فصیل کے ساتھ ساتھ ہو کر دروازے کی طرف چل پڑا۔ کیونکہ کپتان کا گھر بھی اسی طرف تھا۔ دروازے پر دونوں جانب مشعلیں روشن تھیں اور پہریدار چاق و چوبند کھڑے پہرا دے رہے تھے۔ ناگ دروازے کی قریب جا کر ایک طرف ہٹ کر سائے میں کھڑا ہو گیا۔ جب اسے اطمینان ہو گیا کہ اسے یہاں کوئی نہیں دیکھ رہا تو اس نے پلک جھپکنے میں کالے سیاہ سانپ کی شکل اختیار کر لی۔ اور دیوار کے اوپر سے ہو کر دروازے کی طرف رینگنے لگا۔ اب وہ دروازے کے نیچے سے ہو کر اندر جانے کی بجائے دروازے کے اوپر سے ہو کر قلعے کے اندر داخل ہو رہا تھا سپاہیوں نے اسے بالکل نہیں دیکھا تھا۔ پہریداروں کی بھی اس پر نظر نہیں پڑ سکتی تھی کیونکہ وہ تو ان

کے سروں کے اوپر سے ہو کر جا رہا تھا۔

سانپ قلعے میں داخل ہو کر سیدھا کپتان کے کمرے کی طرف نکل گیا۔

رومی کپتان کی بارہ دری کے آگے بھی ننگی تلواروں والے سپاہی پہرہ دے رہے تھے۔ مگر ناگ کو ان سے کیا لینا دینا بھلا وہ اپنی ہی دھن میں مگن رومی کپتان کے کمرے کی طرف بڑھتا جا رہا تھا۔ آخر کار وہ اس کے کمرے کے باہر پہنچ گیا جس کے اندر کپتان سو رہا تھا۔ اندر ہلکی ہلکی روشنی ہو رہی تھی ناگ چپکے سے ایک دروازے سے نکل کر کپتان کی خواب گاہ میں داخل ہو گیا۔ اندر پہنچ کر اس نے دیکھا کہ کپتان پلنگ پر بے سدھ ہو کر سو رہا ہے۔ سانپ اسے بے خیالی میں نہیں مارنا چاہتا تھا۔ وہ چاہتا تھا کہ دشمن کو پہلے معلوم ہو کہ اسے سامنے کون کھڑا ہے اور اس نے کس شخص کو للکارا ہے چنانچہ ناگ نے

جان بوجھ کر ستون کے ساتھ کھڑے ہوئے تانبے کے ایک بت کو دھکا مار کر گرا دیا۔ بت کے گرنے سے شور پیدا ہوا۔ کپتان کی آنکھ کھل گئی اس نے زور سے آواز دی۔

کون ہے الو کا پٹھا؟

ناگ اچانک پھن پھیلا کر سامنے آن کھڑا ہوا۔ پہلے تو رومی کپتان ڈر گیا پھر اس نے جلدی سے تلوار اٹھائی اور سانپ پر وار کر دیا۔ ناگ اپنا آپ بچا کر پردے کے پیچھے ہو گیا۔ پردے میں آتے ہی سانپ آگے نکل گیا اور اس نے ایک زور دار پھنکار ماری اور ایک بہت بڑے ہاتھی کی شکل میں کپتان کے سامنے آ گیا۔ کپتان تو کھڑے کا کھڑا رہ گیا۔ وہ کبھی وہم میں بھی یہ بات نہ لا سکتا تھا کہ اس کے سونے کے کمرے میں ہاتھی بھی آ سکتا ہے اور پھر یہ ہاتھی پہلے ایک سانپ تھا اور اس کی آنکھوں کے سامنے ایک ہاتھی بنا تھا۔

ہاتھی زور سے چنگھاڑا اور اس نے اپنی سونڈ میں کپتان کا پلنگ اٹھا کر زمین پر دے مارا۔ پلنگ کے کئی ٹکڑے ہو گئے۔ پھر ہاتھی نے سونڈ اوپر اٹھا کر زور سے پھنکار ماری اور ایک خونخوار شیر بن گیا۔ کپتان آنکھیں ملنے لگا۔ اسکی سمجھ میں کچھ نہیں آ رہا تھا۔ کہ یہ معاملہ کیا ہے اور کیا ہونے والا ہے ابھی اس نے ایک سیاہ ناگ کو دیکھا تھا جو اپنا پھن پھیلائے جھوم رہا تھا۔ وہ پردے میں بھاگ گیا اور پھر وہاں سے ایک ہاتھی باہر نکل آیا۔ ابھی وہ ہاتھی کو دیکھ رہا تھا کہ وہ ایک خونخوار شیر بن گیا۔ اور اب ایک شیر اس کے سامنے کھڑا اسے وحشی آنکھوں سے دیکھتے ہوئے غرا رہا تھا۔ کپتان نے تلوار ہاتھ میں لے کر شیر پر حملہ کرنا چاہا مگر شیر کی آنکھوں میں جانے کون سا جادو تھا کہ اس کے ہاتھ لرزنے لگے اور تلوار گر کر دور جا پڑی۔

شیر نے کپتان کے ٹوٹے ہوئے پلنگ کے گرد چکر لگانے شروع

کر دیئے۔ پھر وہ ایک جگہ ستون کے ساتھ لگ کر کھڑا ہو گیا۔ پھر اس نے ستون سے لگ کر ایک زوردار پھنکار ماری اب وہ اسکے سامنے ایک انسانی روپ میں کھڑا تھا۔ کپتان نے تلوار اٹھالی۔

ناگ نے کہا۔

اگر تم نے مجھ نہتے پر حملہ کیا تو تلوار میرے جسم تک پہنچنے سے پہلے پہلے تمہاری گردن اپنے آپ کٹ کر زمین پر گری ہوگی۔

کپتان وہیں رک گیا کیونکہ اس نے اس سے پہلے بہت کچھ ہوتا دیکھ لیا تھا ناگ نے جیب میں ہاتھ ڈال کر باہر نکالا اور پھر ایک لمبا زرد رنگ کا سانپ کپتان کی طرف اچھال دیا۔ زرد سانپ نے لپک کر کپتان کی گردن کے اردگرد پھندا سا ڈال کر کسنا شروع کر دیا۔ کپتان زمین پر پڑا دونوں ہاتھوں سے زرد سانپ کی گرفت ڈھیلا کرنے لگا۔ مگر وہ گرفت اس قدر مضبوط تھی کہ کپتان کی انگلیاں درد کرنے

لگیں۔ناگ نے کہا۔

سن !اے پتھر دل کپتان جس پیلے سانپ کو میں نے تمہاری گردن کے گرد پھندا بنا کر ڈال دیا ہے اسے تم اپنی جگہ سے ایک ذرہ بھی نہ ہلا سکو گے۔

کپتان نے خشک آواز میں پوچھا۔

تم کیا چاہتے ہو؟

ناگ نے کہا۔

سب سے پہلے تو میں یہ چاہتا ہوں کہ مجھے بتاؤ ماریا کہاں ہے؟

کپتان نے کہا۔

میں صرف اتنا جانتا ہوں کہ میں نے اسے ایک بڈھے یہودی کے ہاتھ فروخت کروا دیا تھا۔

وہ بڈھا یہودی کون تھا؟

ایک سوداگر تھا جو جہاز پر سوار تھا۔

وہ کدھر جا رہا تھا؟

یہ مجھے نہیں معلوم۔

جھوٹ بکتے ہو۔

سانپ نے کپتان کے گرد اپنا پھندا کسنا شروع کر دیا۔ کپتان کی آنکھیں باہر کو ابل آئیں۔ اسنے گڑگڑا کر کہا۔

دیوتاؤں کی قسم مجھے نہیں معلوم کہ وہ بڈھا یہودی کون تھا۔ اور اسے کہاں لے گیا؟

ادھر کپتان کی خواب گاہ میں یہ باتیں ہو رہی تھیں اور دوسری جانب ایک پہریدار گشت لگاتا ہوا وہاں سے گذرنے لگا تو اس کمرے کے اندر سے آوازیں سنائی دیں۔ ایک بار تو اسے ہاتھی کی آواز سنائی دی وہ ڈر سا گیا۔ اس نے دروازے کے نیچے سے اندر جھانکا تو حیران رہ

گیا ایک ہاتھی کپتان کے کمرے میں کھڑا تھا۔اور کپتان اس کے سامنے تھر تھر کانپ رہا تھا۔اس نے فوراً جا کر سپاہیوں کو اطلاع دی جس وقت پیلا سانپ کپتان کی گردن کے گرد پھندا کس رہا تھا اس وقت سپاہیوں کا ایک دستہ نمودار ہوا اور اس نے دروازے پر زور سے ہاتھ مارنے شروع کردیئے۔

جناب دروازہ کھولیں۔دروازہ کھولیں۔

کپتان نے ناگ سے کہا۔

اب تم بھی بچ کر نہیں جاسکو گے۔میرے سپاہی تمہیں زندہ نہیں چھوڑیں گے۔ناگ نے قہر آلود نظروں سے کپتان کی طرف دیکھ کر کہا۔

میری بہن کے باپ کے قاتل! اس سے پہلے کہ تمہارے سپاہی اس کمرے کا دروازہ توڑ کر اندر آئیں تم مر چکے ہوگے۔

کپتان نے چیخ کر کہا۔

بچاؤ.........بچاؤ.........

ناگ نے پھنکار مار کر سیاہ کالے سانپ کی شکل اختیار کی اور اپنا چوڑا پھن پھیلا کر کپتان کی طرف بڑھا اب کپتان اگر گردن والے سانپ کو چھوڑ کر زمین پر اس کی طرف آنے والے سانپ کو پکڑے تو گردن والا سانپ اس کی گردن مروڑ دے گا۔ وہ خوف سے لرز اٹھا۔ مگر وقت بہت کم رہ گیا تھا۔ سپاہیوں نے آدھا دروازہ توڑ دیا تھا۔ اور اب وہ کسی بھی وقت اندر گھسنے ہی والے تھے سانپ نے آگے جھک کر کپتان کی پنڈلی پر ڈس دیا ایک بار ڈسنے کے بعد سانپ نے دوسری پنڈلی پر پھر ڈس دیا۔ زہر اس قدر خطرناک تھا کہ دونوں پنڈلیاں ایک دم نیلی پڑ گئیں۔ گردن کے قریب زرد سانپ پر کپتان کی گرفت سخت ہو گئی۔ زرد سانپ نے اس کی گردن کو دبانا شروع کر دیا۔

کپتان کے ناک منہ، کان سے نیلے رنگ کا خون جاری ہو گیا۔ اس کا سارا جسم پہلے نیلا ہوا پھر سیاہ اور اسکے بعد وہ پھول کی طرح پھٹنا شروع ہو گیا۔ اس وقت سپاہی دروازہ توڑ چکے تھے۔ وہ لپک کر اندر آ گئے۔ اور کپتان کی لاش کی طرف بڑھے اس دوران میں سانپ پردے کے پیچھے ہوتا ہوا چپکے سے دروازے سے باہر نکل گیا۔ باہر آ کر وہ قلعے کی فصیل کے ساتھ رینگتا ہوا درختوں کے جھنڈ میں اسی جگہ پر آ گیا جہاں اس کا گھوڑا بندھا تھا یہاں پہنچ کر اس نے دوبارہ انسانی شکل اختیار کی اور واپس عنبر کی طرف چل پڑا۔

عنبر شہر سے باہر اس کا انتظار کر کے تھک گیا تھا۔ اس نے ناگ کو آتے دیکھا تو اس سے پوچھا۔

اس کا کیا ہوا؟

ناگ نے کہا۔

اس کا ملیدہ کر دیا ہے۔ میں نے اپنی بہن کا بدلہ لے لیا ہے؟

عنبر نے کہا۔

اس نے ماریا کے بارے میں کچھ بتایا کیا؟

صرف اتنا کہ ایک بڈھے یہودی کے ہاتھوں فروخت کر دیا گیا

ہے۔ جو کہ ایک بحری جہاز پر سوار تھا۔

اس کا مطلب یہ ہوا کہ ماریا سمندر کا سفر کر کے ملک سے باہر جا چکی

ہے۔

ظاہر تو یہی ہوتا ہے۔ اگر خدا نے چاہا تو ہم ایک نہ ایک دن اپنی بہن کو

ضرور تلاش کر لیں گے ۔..... آؤ اب چلیں مجھے اب اس شہر سے

خوف آنے لگا ہے۔

ابھی وہ باتیں کر ہی رہے تھے کہ زمین اچانک کانپنے لگی۔ عنبر اور ناگ

نے ایک دوسرے کی طرف دیکھا اور چپکے سے گھوڑوں پر سوار ہو کر

چل پڑے۔ مگر تھوڑی ہی دور جا کر گھوڑے خوف زدہ ہو کر کھڑے ہو گئے۔ اب زمین زیادہ زور سے ہل رہی تھی۔ اور زمین کے اندر ہلکی ہلکی سی گڑگڑاہٹ بھی سنائی دے رہی تھی۔

زلزلہ آ رہا ہے۔

زلزلہ نہیں ناگ! خدا کا عذاب نازل ہو رہا ہے۔ خدا سے معافی مانگو.........۔

دونوں آسمان کی طرف ہاتھ باندھ کر کھڑے ہو گئے اور انہوں نے اپنی آنکھیں بند کر لیں۔ زمین اب دائیں سے بائیں ہل رہی تھی شہر کے طرف سے لوگوں کا شور سنائی دے رہا تھا۔ آدھی رات کو پرندے درختوں سے اڑ کر بھاگے جا رہے تھے۔ شہر کی فصیل پر زمین سے اٹھی ہوئی گرد کا بادل چھا رہا تھا۔ زمین کے اندر گڑگڑاہٹ کی آواز زیادہ خوف ناک ہو گئی تھی شہر کی فصیل ایک بھیانک شور کے ساتھ زمین پر

آن گری۔ اس کے ساتھ ہی شہر کے اندر مکانوں نے دھڑام دھڑام
ایک دوسرے کے اوپر گرنا شروع کر دیا۔ لوگوں کی چیخ و پکار کی
آوازیں آنے لگیں۔ ناگ نے عنبر سے کہا انہیں جس قدر جلد ممکن ہو
جہاں سے نکل جانا چاہیے۔ اتنے میں شہر میں آگ لگ گئی۔ یہ آگ
شعلے بن کر ایک طرف بلند ہوئی اور دیکھتے ہی دیکھتے اس نے سارے
ویران شہر کو اپنی لپیٹ میں لے لیا۔
آگ طوفان، بھونچال، اور خوفناک آندھی .... شہر برباد ہو گیا
تھا۔ خدا کا عذاب اس شہر پر نازل ہو چکا تھا جس نے خدا کے نیک نبی
کو صلیب پر چڑھایا تھا شاہی محل سے بھی شعلے بلند ہو رہے تھے۔ عنبر
اور ناگ نے آخری بار ظالم شہر کو برباد اور ویران ہوتے دیکھا۔ زمین
نے ہلنا کم کر دیا تھا۔ گڑگڑاہٹ بھی رک گئی تھی شہر کھنڈر بن کر آگ
میں سارے کا سارا جل رہا تھا ہزاروں لوگ جل کر راکھ ہو گئے تھے

عنبر اور ناگ نے گھوڑوں پر سوار ہو کر ایک آخری نظر ویران شہر پر ڈالی اور وہاں سے رخصت ہو گئے۔

اگلی منزل سندھ کی وادی تھی۔

☆☆☆☆
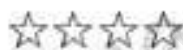
بد روحوں کے مسکن کے بعد حیرت انگیز واقعات پڑھنے کیلئے کالا طوفان پڑھیں جو موت کے تعاقب سیریز کے سولواں ناول ہے۔